

## فساد فی الارض کی سزا

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [المائدة: ۳۳]

”ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں، یہی ہے کہ انھیں بری طرح قتل کیا جائے، یا انھیں بری طرح سولی دی جائے، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں، یا انھیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔“

## استواء علی العرش

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ پہلا مذہب آج بھی لوگوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے، کسی بھی ایسی محفل میں آپ جائیں جہاں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تو بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے پائیں گے کہ ”اللہ ہر جگہ موجود ہے“، ”اللہ ہر جگہ موجود ہے“، چونکہ اس کلام میں اللہ کی طرف ایک ناجائز چیز کا انتساب ہے، یعنی اللہ کا مخلوق کے لیے مظروف ہونا، ساتھ ہی عرش کے اوپر اللہ کے استواء کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے جب آپ اس کلام یا جملہ کی تردید شروع کریں گے تو اس جملہ کی تاویل کی جائے گی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ”اللہ کا علم ہر جگہ موجود ہے“، گویا ان کا وہ جملہ قرآن کی کوئی آیت یا رسول اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے جس کی تاویل ضروری ہے، یہ نہیں سوچتے کہ یہ جہمیہ اور معتزلہ کا قول ہے، جو لوگ اس کے ظاہری مفہوم پر بلا کسی تاویل کے عقیدہ و ایمان رکھتے ہیں ان حضرات سے یہ تاویل سن کر اچھائی کا گمان پیدا ہوگا مگر یہ خوش فہمی جلد ہی زائل ہو جائے گی۔ جب آپ انسان کا ایمان و معرفت الہی معلوم کرنے کے سلسلے میں رسول اکرم ﷺ سے منقول وہ سوال کریں گے جو آپ ﷺ نے لونڈی سے پوچھا تھا کہ ”بتاؤ، اللہ کہاں ہے؟“ تو اُس نے جواب دیا کہ ”آسمان کے اوپر“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔“ تو آپ جب اس انداز کا سوال ان عوام و خواص سے کریں گے تو اُن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور لاعلمی کا اظہار کریں گے، گویا انھیں معلوم ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے ہمیں سوال کا یہ انداز سکھلایا ہے، ساتھ ہی حیران و ششدر ہوں گے کہ کیا جواب دیں؟ جیسے شریعت اسلامیہ میں اس مسئلے کے بیان و توضیح سے تعرض ہی نہیں کیا گیا ہے۔ نہ قرآن میں نہ حدیث میں، حالانکہ قرآن و حدیث میں آسمان کے اوپر اللہ کے ہونے کی بے شمار دلیلیں موجود ہیں۔ اسی ناتے جب اس باندی نے جواب میں کہا کہ ”آسمان کے اوپر ہے“ تو رسول اکرم ﷺ نے اس کے ایمان کی شہادت دے دی، کیونکہ اس نے جواب میں وہی کہا تھا جو قرآن و حدیث میں معروف و مشہور ہے۔ پس ہلاک و برباد ہوں وہ لوگ، جن کے ایمان کی شہادت رسول اکرم ﷺ نے دیں، اور وہ لوگ جو اس چیز سے ناواقف ہیں جسے رسول اکرم ﷺ نے ایمان کی علامت اور دلیل قرار دیا ہو۔ بخدا مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ مسلمان اپنے صحیح عقائد سے منحرف ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح کہ انھیں یہ پتا ہی نہیں کہ اُن کا وہ پالنہار کہاں ہے جس کی یہ پرستش کرتے ہیں اور جس کے سامنے اپنی جبین نیاز خم کرتے ہیں، آیا وہ اپنی مخلوق کے اوپر ہے یا نیچے؟ بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ ان کے اندر موجود ہے یا ان کے باہر؟ حتیٰ کہ بعض متقدمین کا یہ قول (ان لوگوں نے اپنا معبود ضائع کر دیا) ان مسلمانوں پر فٹ ہونے لگا، مگر اس کے باوجود ان مسلمانوں کی ضلالت و گمراہی ان لوگوں سے فروتر ہے جو اللہ کے سلسلے میں یہ کہہ کر کہ ”نہ اوپر ہے نہ نیچے، نہ دائیں ہے نہ بائیں، نہ آگے ہے نہ پیچھے“ اس پر معدوم ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ قول صادق آتا ہے کہ ”معدوم چیز کی پرستش کرتے ہیں اور مجسمہ بت کی پرستش کرتے ہیں“ ان سے مراد نفی و تعطیل کرنے والے جہمیہ اور تمثیل کرنے والے وہ مجسمہ ہیں جو الہی صفات کو تمثیل و تجسیم کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ حق مذہب دونوں کے درمیان ہے۔

(محدث زماں علامہ ناصرالدين البانی رحمہ اللہ)

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلغوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

0333-4786507

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0344-4656461

## • جواہر پارہ

فساد فی الارض کی مزا

## • کلمہ طیبہ

استواء علی العرش

## • ادارہ

(علامہ ناصر الدین البانی)

## • درس قرآن

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت ..... (۲۲)

## • درس حدیث

أربعین اعتقادی ..... (۱۲)

## • سیرت انبیاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت

## • تحقیق و تصدیق

اسلام کا روحانی نظام ..... (۱)

## • نقطہ نظر

جرم کیوں نہیں؟

## • افکار معاصرین

لازم ہے احتیاط

## • تبصرہ کتب

اعداد کی کریمیں - خود نوشت غلام حسین تھارپہ

## • فہرست کتب

فہرست اردو کتب (محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری)

## • شعر و ادب

حمد باری تعالیٰ

(اسرار احمد سہاوری)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنگھ برانچ لاہور

فون نمبر : 042-3735 4406

فیکس نمبر : 042-37229802

رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے

سالانہ : 500/- روپے

بیرونی ممالک سے : 200/- ریال

60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## امن وسکون کا گہوارہ بنائیں

۲۲ ستمبر کو پشاور چرچ میں ہونے والا خونی حادثہ اس قدر افسوسناک شرمناک اور ہولناک ہے کہ ہم اپنے ہم وطن اقلیتی بھائیوں یعنی مسیحی برادری کے سامنے شرمندگی سے آنکھیں نہیں ملا سکتے کہ اس طرح کی خونی واردات کوئی مسلمان تو کیا کوئی انسان بھی نہیں کر سکتا۔ ایسی وارداتیں یا تو وہ بھیڑیے کر سکتے ہیں جن کی زبانوں کو انسانی خون لگ چکا ہو یا وہ قومیں جو انسانیت پر اپنا تسلط جمانے اور اس کو اپنا زیر نگین کرنے کو اپنا جبلی حق جانتی ہیں اور وہ اس خواہش کے لیے پستی کی آخری حدود تک بھی جاسکتی ہیں، یا پھر وہ بعض ممالک اور حکومتیں جو دنیا میں کشت و خون بہا کر اپنا نظریہ، اپنی ثقافت اور اپنی معاشرت کی یلغار سے واحد سپر پاور ہونا تسلیم کرانے کے جنون میں مبتلا ہوں یا پھر وہ اسلحہ ساز کمپنیاں جن کا بزنس ہی اسلحہ کی ساخت اور فروخت ہو وہ اسلحہ فروش اپنے بزنس کو نہ صرف چالور کھنے بلکہ اس کو ترقی دینے کے لیے دنیا بھر میں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلنا اور بے گناہوں کے خون کو رزق خاک بنانا ان کے نزدیک عیب تو کیا ہونا بلکہ ضروری ہوتا ہے۔

دورِ حاضر میں ابوغریب جیل، فلسطین، عراق، کشمیر اور افغانستان میں اس کی مثالوں کی کمی نہیں۔ ماضی بعید میں جاسیں تو اس سپر پاور نے اپنے سفیر کا ٹرک لگا کر عساکر پاکستان کی اس ٹیم کو تباہ کر دیا جس نے افغانستان میں روسی شکست میں بنیادی کردار ادا کیا تھا اور وہی اس کی منصوبہ ساز تھی۔ ایسی شقی القلب حکومت کے لیے اس طرح کی تخریب کاریاں اور انسانی جانوں کا ضیاع کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو ان کی تاریخ انسانی خون بلکہ مسلمانوں ہی کے خون سے رنگین ہے۔

طالبان سے مذاکرات سے متعلق خبروں کے جھرنوں سے جو خوش آئند بات ہم نے محسوس کی تھی وہ وطن عزیز کے تین ستونوں..... عدلیہ، حکومت، عساکر پاکستان..... کا امن کے لیے طالبان سے مذاکرات پر مخلصانہ اتفاق تھا۔ اگر انتشار میں گھر سے ملک میں امن و آشتی کی فضا بن جائے اور وہ ملک آمن و آتش کا گہوارہ بن جائے اور بارود کے دھوئیں اس سے نکل جائیں تو اسلحہ ساز فیکٹریوں کے مالک انسانوں پر تسلط کی خواہش مند امن دشمن اقوام اور سپر پاور کی جنون میں مبتلا حکومتیں اخوت و محبت کی یہ فضا کب برداشت کر سکیں گی؟ واللہ اعلم محسوس یہ ہوتا ہے کہ کراچی کے حکومتی ایریشن نے بھی ان کو بہت دکھی کیا ہوا ہے کہ اب یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ کراچی میں اسلحہ کن کن ممالک سے آتا ہے۔ اب اس کے بعد موجودہ حکومت نے طالبان سے امن مذاکرات کا پنگالے لیا ہے تو یہ صلح جو یا نہ اقدامات وطن دشمن بلکہ امن دشمن عناصر کس طرح برداشت کر سکتے ہیں؟

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے اور نبی مکرم ﷺ کا واضح ارشاد بھی ہے جو دین اسلام کی بنیاد ہے کہ ”مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہے۔“ اور اسلامی حکومت میں قیام پذیر غیر مسلموں کے مال اور خون کا وہی حق اور مقام ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ ان کے جان، مال، عزت اور ناموس کی حفاظت ہر مسلمان حکومت پر فرض ہے۔

سابقہ حکومت میں ”ملہ من اللہ“ عبدالرحمان ملک نامی ایک شخصیت تھی جنہیں اس طرح کی ہر تخریبی واردات کے بعد..... ممکن ہے پہلے ہی..... طالبان کے ملوث ہونے کا الہام فوراً ہو جاتا تھا۔ اس دورِ حکومت میں اس طرح کے حوادث فاجعہ کے بعد نامعلوم مقام سے طالبان اس

طرح کی مفسدانہ کارروائیوں کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں اور حیرانگی ہے کہ زمین پر چیونٹی کی چال سے باخبر ہونے کے دعوے دار ممالک اور ادارے سیٹلائٹ کے ذریعے یہ سراغ نہیں لگا سکے کہ طالبان کون سے نامعلوم مقام سے اعلان کروا کر سیٹلائٹ والے امریکا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ہم یہ تو تسلیم کرنے سے رہے کہ آہن و بارود کے ایسی ظالمانہ واردات کوئی طالبان اسلام کر سکتا ہے۔ ہاں طالبان شرف و فساد اور جاہ و حشمت کے طالبان سے اس ظلم و جور کی توقع اس لیے کی جاسکتی ہے کہ کئی سالوں سے وطن عزیز کے شمالی علاقوں میں بے گناہ طلباء علوم دینیہ، حفظ قرآن کرنے والے معصوم بچے، بے کس و نادار عورتیں، اور خمیدہ کمر بوڑھوں کو روزانہ ڈرون حملوں سے نشانہ بنایا جا رہا ہے اور قریب ترین ماضی میں یہ ظالم درندے افغانستان میں رقص بزل کا تماشا دیکھتے رہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تخریب کاریاں، بم دھماکے، خودکش حملے امن مذاکرات کو سبوتاژ کرنے اور وطن عزیز کو خون آلود کرنے اور رکھنے کی ایک ہیمانہ سازش ہے۔ حکمرانوں سے ہماری درخواست کہ وہ اگر پاکستان میں امن کے لیے ہندو سے مذاکرات کر سکتے ہیں تو انھیں وطن عزیز کے امن و امان کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں سے مذاکرات میں تامل نہیں کرنا چاہیے، اور اگر طالبان میں امن دشمن، دین دشمن، پاکستان دشمن بھیڑیے ہوں تو ان کو سرعام سولی پہ لٹکا کر نشان عبرت بنادیں۔ ان شاء اللہ وطن عزیز کے عوام کو آپ شانہ بہ شانہ پائیں گے۔ دوسری درخواست وہی ہے جو ہم اکثر کرتے رہتے ہیں کہ غیر مسلموں کی دوستی سے گریز ہی نہیں اس کو دین سمجھ کر ختم کر دیں پھر ان شاء اللہ باری تعالیٰ وطن عزیز کو امن وسکون کا گہوارہ یقیناً بنادے گا۔

### نظریہ پاکستان کی محافظت کا اعزاز:

ہوا میں سے سازش سوگھنے والی پنجاب پولیس کا، فوٹج کیمروں کے باوجود، لاہور میں ہونے والی شرمناک واردات کا اب تک سراغ نہ لگا سکے کا واقعہ نہایت افسوس ناک بھی ہے اور کئی امکانات و سوالات کو جنم بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو آزمائشوں اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے، اور عوام اور حکمرانوں کو مظلوموں کی آہوں سے بچائے کہ مظلوم کی آہ باری تعالیٰ کے عرش تک پہنچنے میں کسی بھی رکاوٹ نہ ہونے کی خبر صادق الامین خاتم النبیین محمد کریم ﷺ میں دے چکے ہیں۔

ہر مکتبہ فکر، ہر طبقہ اور ہر جماعت کا ہر فرد ہر جرم کی خصوصاً اس جیسے جرم کی فوری اور سرعام سزا دینے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ادھر خوش آئند بات یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی کم و بیش نو سال بعد حقوق نسواں آرڈیننس کی فائل سے گرد جھاڑ کر اور ”مطالعہ فم کر“ اس کو مسترد کرنے کا اعلان بلکہ فتویٰ جاری کر دیا ہے، جس کو بلاشبہ پاکستان کے دین پسند اور غیور عوام کی مکمل تائید حاصل ہے۔ لیکن فحش پسند این۔ جی۔ اوز کی مستعدی دیکھیے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اس اعلان استرداد کے بعد حقوق نسواں آرڈیننس کی حامی بلکہ اس کی محرک یہ تنظیمیں جھر جھری لے کر فوراً میڈیا میں آگئیں اور اس کی حمایت کے لیے انھوں نے عدالتوں میں جانے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ عوام کو جان لینا چاہیے کہ ان این۔ جی۔ اوز اور حقوق انسانی کی رکھوالی کا دعویٰ کرنے والی ایسی نام نہاد تنظیموں کا اصل چہرہ یہی ہے۔

خوگر حمد جان کی امان پا کر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ فحش کی اشاعت میں آزادی اظہار کے خواہش مند اخبارات و جرائد کا حصہ بھی کسی درجہ کم نہیں کہ اخبارات کبھی فلمی صفحات کی آڑ میں اور کبھی خواتین کی آزادی کے عنوان پر خواتین کی اس قدر عریاں، ہيجان انگیز تصاویر شائع کرتے ہیں کہ انھیں دیکھ کر انسانیت سرپیٹ کر رہ جاتی ہے۔ حقوق نسواں آرڈیننس جب نامشرف دور میں پیش کیا گیا تھا اس وقت جماعت اسلامی اور دینی سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیتے ہوئے مسلم لیگ نے اس کی تائید نہیں کی تھی، ہم توقع رکھتے ہیں کہ ن لیگ کی موجودہ حکومت حقوق نسواں کے اس آرڈیننس کو یکسر مسترد بلکہ منسوخ کر کے نظریہ پاکستان کی محافظت کا حق بھی ادا کرے، اپنے سیاسی مستقبل میں خوب صورت پھول بھی اگائے اور عند اللہ اس کا اجر بھی پائے۔



## تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

”بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے لوٹا کر بچوں سے سب سے نچا کر دیا۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔“

﴿الْمُخْلِصِينَ﴾ ”خالص کیے ہوئے بندے۔“ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے انھیں خالص بنایا ہے اور اپنے فضل و احسان سے اپنی عبادت و اطاعت کے لیے ان کا چناؤ کیا ہے۔ ان کی سعادت مندی زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی گئی تھی۔ انھی خوش نصیبوں کا ذکر خیر آیت ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰ میں بھی آ رہا ہے۔

بعض نے اسے ل کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے، یعنی جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ﴾ ”میرے انھی بندوں کے لیے مقرر رزق ہے۔“ ”رزق“ سے یہاں تمام غذائی اشیاء مراد ہیں۔ ورنہ اس کا اطلاق تو عطیہ، نصیبہ اور ہر قسم کی استعمال کی چیزوں پر بھی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ”رزق علماء۔“ ”مجھے علم عطا ہوا ہے۔“ اور ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ۳] ”اور اس میں سے جو ہم نے انھیں دیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔“ میں بھی کھانے کی اشیاء ہی نہیں بلکہ مال و علم اور جو کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے سب مراد ہیں۔

(مفردات وغیرہ)

”معلوم“ سے مراد جنت کا رزق ہے۔ جس کی صفات قرآن

﴿إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ﴾ اس جہنم سے اللہ کے خالص بندے محفوظ رہیں گے۔ یہ استثناء منقطع ”لذائقوا“ کی ضمیر سے ہے کہ مخلصین جہنم کا عذاب نہیں چکھیں گے۔ بعض نے یہ استثناء ”تجزون“ کی ضمیر سے بنایا ہے کہ کافروں کو تو ان کے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا مگر مخلصین کو اپنے اعمال سے کئی گنا زیادہ اجر ملے گا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ استثناء کفار کے احوال اور عذاب دونوں سے ہے جن کا پہلی دو آیات میں ذکر ہے کہ مخلصین نہ عذاب چکھیں گے اور نہ ہی انھیں صرف اعمال کا بدلہ ملے گا بلکہ ایک عمل کا دس سے سات سو گنا تک اجر ملے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مخلصین سے مناقشہ بھی نہیں کرے گا اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ (ابن کثیر)

یہ استثناء قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان ہوا ہے، مثلاً: سورۃ العصر میں ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ [العصر: ۱-۳]

”زمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھٹائے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔“

اسی طرح سورۃ التین میں فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝﴾ [التین: ۴-۶]

جائے گا، کہیں گے یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا تھا اور وہ انہیں ایک دوسرے سے ملتا جلتا دیا جائے گا۔“  
یہ ایک دوسرے سے رنگ اور شکل و صورت میں تو ایک جیسا ہوگا مگر ذائقے مختلف ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر بار ہم شکل رزق ہوگا تا کہ انہیں ان نعمتوں کے کم ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ نام ان کا دنیوی ہوگا کھجور، انار، انگور وغیرہ شکل و صورت بھی دنیوی ہوگی مگر اپنے حجم اور ذائقے میں بے مثل و بے مثال ہوگا۔ جنتی رزق کی کچھ تفصیل سورہ یس (آیت: ۵۷) اور سورہ ق (آیت: ۳۵) میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ شائقین اس کی طرف مراجعت فرمائیں۔<sup>۱</sup>

میں بیان کر دی گئی ہیں کہ وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں، وہ جب اور جو چاہیں گے ان کی خدمت میں باعزت پیش کیا جائے گا۔ ہر قسم کے آپس میں ملتے جلتے پھلوں سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ وہ رزق بھوک لگنے کی بنا پر نہیں کہ بھوک و پیاس کی کلفت کا وہاں تصور ہی نہیں بلکہ لذت و لطف حاصل کرنے کے لیے کھایا جائے گا۔ ان کا ذائقہ مختلف ہوگا اور ایسا ہوگا جس کا دنیا میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ وہ رزق انجانا بھی نہیں ہوگا بلکہ ہر چیز جانی پہچانی ہوگی:

﴿كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا قَالَ هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاتُّوا بِهِ مُتَشَابِهًا﴾ [البقرة: ۲۵]  
”جب کبھی ان سے کوئی پھل انہیں کھانے کے لیے دیا

۱ دیکھیے الاعتصام، جلد نمبر: ۶۳، شمارہ نمبر: ۶۳، مجریہ: ۹ نومبر ۲۰۱۲ء اور جلد نمبر: ۶۳، شمارہ نمبر: ۱، مجریہ: ۷ جنوری ۲۰۱۱ء۔

### الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے لیے خصوصی دعائے صحت

محقق اہل حدیث، ممتاز عالم دین حضرت مولانا حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (مدیر ماہنامہ ”الحدیث“، حضور، انک) ۱۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو شدید علیل ہو گئے۔ موصوف کثیر المطالعہ شخصیت ہیں۔ درس و تدریس کی مصروفیات کے ساتھ اور مناظرانہ مشغولیت بھی رکھتے ہیں۔ تصنیف کے میدان میں بھی مولانا کی خدمات عوام و خواص میں معروف ہیں۔ شدید علالت کے باعث سرگودھا ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں ان کا کامیاب آپریشن بھی ہوا ہے۔ اب الحمد للہ روبہ صحت ہیں۔ احباب جماعت اور قارئین الاعتصام حافظ صاحب کی مکمل صحت یابی کے لیے خصوصی دعائے فرمائیں۔ اللھم اشفہ شفاء کاملًا عاجلاً۔ (ادارہ)

#### ضرورتِ رشتہ

لاہور سے اہل حدیث (میو) لڑکی اعلیٰ تعلیم یافتہ، خوب صورت و خوب سیرت، صوم و صلاۃ کی پابند، قد پانچ فٹ چار انچ، گھریلو امور میں ماہر، ۲۴ سالہ بیٹی کے لیے لاہور سے گورنمنٹ جاب یا بزنس مین کا رشتہ درکار ہے۔ ذات کی کوئی قید نہیں۔ (رابطہ: 0322-4712459)

#### ضرورتِ رشتہ

لڑکی، عمر ۲۲ سال، تعلیم مڈل، مدرسہ کی ابتدائی کتب و ترجمہ قرآن کریم کے لیے اہل حدیث مسلک سے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برسر روزگار اور شریعت کا پابند ہونا ضروری ہے۔ لاہور سے رابطہ کریں۔ (عبداللہ: 0331-4211434)

## اربعین اعتقادی

درس  
حدیث

۷

## فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔ جنت اور جہنم برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا، خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔“

## فوائد:

- ۱: آیت مبارکہ میں اعمالِ خیر کی طرف آگے بڑھنے اور ایک دوسرے سے مسابقت کی رغبت دلائی گئی ہے۔
- ۲: جنت کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔
- ۳: جنت کا مستحق وہ شخص ہے جو توحید الہی اور رسالت محمدی کا اقرار کرے گا۔

۴: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس میں مشرکین کا خوب رد ہوتا ہے۔

۵: محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس میں ہر دو فریق کا رد ہوتا ہے، ایک تو وہ جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو ”نور من نور اللہ“ کہتے ہیں اور آپ کے بارے غلو کا شکار ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں، اس میں عصر حاضر کے تمام ادیان باطلہ کے لوگ شامل ہیں۔ اس سے فلسفہ وحدت ادیان کا بھی رد ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

باب: فضل التوحید و قول اللہ تعالیٰ:

﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ [الحديد: ۲۱]

۱۲: عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله وأن عيسى عبد الله ورسوله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه، والجنة حق والنار حق، أدخله الله الجنة على ما كان من العمل)).

(صحيح بخاري، رقم الحديث: ۳۴۳۵)

## فضیلت توحید:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے، وہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے اسے دیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔“

۱۲: سیدنا عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے



## دارالحدیث اوکاڑا میں اساتذہ کی تقرری

الحمد للہ دارالحدیث اوکاڑا اپنے تدریسی نظام کو علوم دینی مع علوم عصری جدید طرز پر ترتیب دے کر اس کا آغاز کر چکا ہے۔ چنانچہ دو اساتذہ مولانا عبدالمجید صاحب اور مولانا حافظ ابوبکر صدیق (فاضل درس نظامی، فاضل وفاق، بی۔ اے اور مع کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر) کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ آپ اپنے پرائمری پاس بچوں کو چھٹی کلاس میں، مڈل پاس کو میٹرک، ایف۔ اے اور قرآن وحدیث کی مکمل تعلیم کے لیے جلد داخل کروائیں۔ نیز ایک استاد جو خاصہ، عالیہ سے اوپر تک کتب پڑھا سکے کی ضرورت ہے۔

عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث، ایم اے جناح روڈ، اوکاڑا  
فون: 0312-4403173 / 044-2521460

## ضروری اعلان

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین وحضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

- ⊙ مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- ⊙ مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام وصفہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- ⊙ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- ⊙ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداه معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

۶: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس میں یہود ونصاریٰ کا رد مقصود ہے کہ یہ دونوں افراط وتفریط کا شکار تھے۔ عیسائی آپ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ یہ دونوں موقف گمراہ کن ہیں۔ دین اسلام اعتدال پر مبنی مذہب ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری رسول ہونے اور ان پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ سابقہ انبیاء پر بھی اجمالی ایمان کا درس دیتا ہے اور تمام مذاہب کو افراط وتفریط سے نکلنے کی تلقین کرتا ہے۔

۷: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت معجزانہ طور پر ہوئی وہ اس طرح کہ عام انسانی اصول کے برعکس، بغیر باپ کے اور اللہ کی قدرت کاملہ کے ذریعے اس کے کلمہ ”کن“ کے ساتھ آپ علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ جبریل علیہ السلام سیدہ مریم کی طرف آئے اور سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان میں روح پھونک دی، اس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ اللہ اور روح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

۸: جنت اور جہنم برحق ہیں۔ اس میں اشارہ ہے جو جنت اور جہنم سے انکاری ہیں وہ غلطی پر ہیں اور راہ حق سے دور ہیں۔ اس میں توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ عقیدہ آخرت کو اپنانے کی بھی تلقین ہے۔

۹: اہل توحید بالآخر جنت میں جائیں گے۔ اس سے ایک تو توحید کی فضیلت واضح ہوتی ہے اور دوسرا اہل اعتزال کا رد بھی ہوتا ہے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ابدی جہنمی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ غلط ہے۔

۱۰: یہ حدیث دلیل ہے کہ جس شخص کی وفات عقیدہ توحید پر ہوئی وہ بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔

۱۱: اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت کے تذکرے میں یہ اشارہ پوشیدہ ہے کہ بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے بارے میں غلو سے بچو کیونکہ غلو تباہی و بربادی کی طرف انسان کو لے جاتا ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کی ایک جھلک

میاں محمد جمیل، کنویر تحریک دعوت توحید پاکستان

لوگوں نے ایسا ہی سلوک کیا تھا لیکن عزت و عظمت، فتح و نصرت انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلص ساتھیوں کو ہی نصیب ہوئی، ذلت اور ناکامی حق سے اعراض کرنے والوں کو ملی۔

**تیسری حکمت:** مومنین کے لیے ہے تاکہ وہ ان واقعات میں عبرت و موعظت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان میں تازگی اور اپنے عمل میں قوت محسوس کریں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ  
وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ  
يَتَوَكَّلُونَ﴾ [الانفال: ۶]

”سچے ایمان دار وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے رب کے فرمودات پڑھے جاتے ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“

قرآن مجید کا حضرت خلیل علیہ السلام کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں پر تفصیلی روشنی ڈالنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل عرب بالعموم اور قریش بالخصوص حضرت والا کی ذات کے ساتھ اپنا تعلق فخریہ انداز میں بیان کرتے اور ان کے قبیح ہونے پر بڑا ناز کرتے تھے اور یہ دعویٰ بھی کرتے کہ صرف ہم ہی ملت حنیف کے فدائی اور شیدائی ہیں، مشرکین عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی اپنی اپنی جگہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے تھے:

﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا  
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [آل عمران: ۹۵]  
”آپ اعلان فرمادیں کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے آپ ایک سو

قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات بیان کرنے کا مقصد واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ  
فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ  
لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ [ہود: ۱۲۰]

”اے نبی ﷺ! جو ہم آپ کے سامنے نبیوں کے واقعات بیان کرتے ہیں ان کا مقصد آپ کے دل کو ڈھارس دینا ہے، آپ کے پاس حق پہنچ چکا ہے اس میں مومنوں کے لیے نصیحت ہے۔“

**پہلی حکمت:** نبی علیہ السلام آپ پورے خلوص اور محبت کے ساتھ لوگوں کو اللہ کا دین سمجھاتے لیکن آپ کے مخاطبین سمجھنے اور ماننے کی بجائے اعراض و انکار، تکرار اور آپ کی مخالفت میں آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے اس پر آپ کا دل مضطرب ہوتا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾

[الشعراء: ۳، الکہف: ۶]

”شاید آپ اپنی جان کھودیں گے کہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔“

**دوسری حکمت:** ﴿فَأَصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعِزْمِ مِنَ  
الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ﴾ [الاحقاف: ۳۵]  
”پس اے نبی! صبر کر جس طرح اولوا العزم رسولوں نے صبر کیا ہے، لہذا کفار کے معاملے میں جلدی نہ کرو۔“

اس لیے ارشاد ہوا کہ ہم آپ کو پہلی اقوام کے واقعات سنائے دیتے ہیں تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ پہلے انبیاء کے ساتھ بھی

ہو کر عبادت کرنے والے ابراہیم کے طریقے کی اتباع کرتے جائیں ابراہیم شرک کرنے والوں میں نہیں تھے۔“ ﴿قُلْ إِنِّي هَدَىٰ رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قَبَسًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [الانعام : ۱۶۱]

”آپ فرمائیں یقیناً میرے رب نے مجھے ٹھیک راستے پر چلا دیا ہے جو بالکل صحیح راستہ ہے، ابراہیم علیہ السلام ایک سوتھے اور ان کا شرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔“ ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ [المتحنة : ۴]

”تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھی بہترین نمونہ ہیں انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے باطل معبودوں سے بیزار ہیں، ہم تمہارا اور تمہارے معبودوں کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے لڑائی اور عداوت ہو گئی ہے۔ جب تک تم ان کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت نہیں کرتے۔“

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَةُ إِلَّا نَجِيلٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِهَا أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ ﴿هَآ أَنتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تَحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران : ۶۵-۶۷]

”اے اہل کتاب! ابراہیم کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل دونوں ابراہیم کے بعد نازل ہوئی ہیں کیا تم یہ بھی سمجھنے کے لیے تیار نہیں؟ ہاں تم لوگ جھگڑ چکے جس میں تمہیں کچھ علم تھا اب اس معاملے میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہارے پاس علم ہی نہیں اللہ جانتا ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ تو سچے مسلمان

تھے اور ان کا شرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔“ ﴿إِنَّ أَوَّلَى الْبِرِّ النَّاسُ بِلِإِبْرَاهِيمَ الَّذِي اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾

[آل عمران : ۶۸]

”ابراہیم کے ساتھ نسبت رکھنے کا حق تو ان لوگوں کو ہے جو ان کے تبع تھے اور پھر اس نبی (محمد ﷺ) کو اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے ابراہیم کے ساتھ نسبت رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ ان کا حامی و مددگار ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام اور کام:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أَرِئِي مَا تَعْبُدُ أَصْنَمًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ﴿إِنِّي أَرَأَيْتَكَ وَفُؤْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [الانعام : ۷۴]

”جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا آپ بتوں کو معبود بناتے ہیں میں آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔“

مورخین اور تورات نے آپ کے والد کا نام تاریخ بتایا ہے لیکن کلام حمید نے اس کا نام آزر بتلایا ہے۔ اس لیے اکثر اہل علم نے قرآن مجید اور مورخین کے خیالات میں تطبیق پیدا کرنے کے لیے مختلف راہیں اختیار کی ہیں۔

ایک مفسر کا خیال ہے حضرت کے والد آپ کی پیدائش کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی تربیت آپ کے چچا نے کی، چچا بہ منزل باپ کے ہوتا ہے اسی لیے قرآن حکیم نے آزر کو آپ کے والد کی حیثیت سے پکارا ہے۔

دوسرے صاحب قلم کا خیال ہے کہ آپ کے والد کا اصلی نام تاریخ تھا لیکن محبت صنم ہونے کی وجہ سے آزر کہا یا کیونکہ عبرانی میں محبت صنم کو آزر کہا جاتا ہے۔

تیسرے مورخ نے تطبیق کا راستہ تلاش کرتے ہوئے لکھا کہ آپ کے باپ کا اصلی نام تاریخ اور پیشہ دار اندام آزر تھا۔

۱۸۔ مریم: ۴، ۳۶، ۵۸

۱۹۔ الحج: ۲۶، ۶۳، ۷۸

۲۰۔ العنکبوت: ۱۶، ۳۱

۲۱۔ الشوری: ۱۳

۲۲۔ الذاریات: ۲۴

۲۳۔ الاعلیٰ: ۱۹

۲۴۔ الشعراء: ۶۹

۲۵۔ الحديد: ۲۶

کل تعداد: ۶۳

ولادت باسعادت:

تورات کے نسخہ سنجیدہ کا جو ترجمہ عبرانی سے یونانی میں تین سو سال قبل مسیح کیا گیا اور جس میں ۷۲ یہودی دانش ور شریک تحقیق ہوئے اس حوالے سے ماہر اثریات سر چارلس مارشٹن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سن ولادت ۲۱۶۰ ق م تحریر کیا ہے آپ کی عمر مبارک ۷۵ سال تھی چنانچہ مذکورہ تحقیق کے مطابق آپ کی وفات ۱۹۸۵ سال ق م قرار پائی۔ (حوالہ از انبیاء قرآن)

جدید اثری تحقیق میں نہ صرف وہ شہر معلوم ہو گیا ہے جس میں حضرت کی ولادت ہوئی بلکہ آپ کے دور کے حالات و واقعات تفصیل کے ساتھ سامنے آ چکے ہیں۔ آپ جنوبی عراق میں دریائے فرات کے کنارے پر واقع شہر (UR) میں پیدا ہوئے جس کو موجودہ جغرافیائی زبان میں تل ایب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

آپ کے شہر کی آبادی کا اندازہ ڈھائی لاکھ سے پانچ لاکھ تک لگایا گیا ہے۔ قدیم کھنڈروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد دولت کماتا تھا۔

اس وقت کے مذہبی حالات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے شہر (ur) میں پانچ ہزار خداؤں کی پوجا کی جاتی تھی دوسرے شہروں اور قصبات کے الگ الگ خدا مقرر تھے ہر شہر کا ایک خاص خدا ہوتا تھا جس کو رب البلد یعنی شہر کا خدا کہتے تھے ظاہر ہے اس

لیکن قرآن مجید ان تکلفات سے پاک ہے اور ببا ننگ دہل آپ کے والد کو آزر کے نام سے یاد کرتا ہے لہذا ہم ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر ہی کے نام سے تحریر کریں گے۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد بت تراش کر بازاروں میں فروخت کیا کرتے تھے یہ بات تاریخ کے ترازو پر پوری نہیں اترتی کیونکہ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے والد مذہبی پیشوا اور اس زمانے کی حکومت میں مرکزی کابینہ کے رکن تھے جس بنا پر حاکم وقت اور عوام الناس میں انتہائی احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

قرآن مجید میں آپ علیہ السلام کا ذکر گرامی:

۱۔ البقرة: ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰،

کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کیا جاتا تھا.....!

ابراہیم علیہ السلام کے پیدائشی شہر کا بڑا خدا نثار (چاند دیوتا) تھا اسی وجہ سے بعض موزنخین نے اس شہر کا نام قرینہ بھی لکھا ہے یہ بت شہر میں سب سے اونچی جگہ رکھا گیا تھا جس کے ساتھ ہی اس کی بیوی (زن گل) کا معبد تھا لوگ ان مزاروں کے سامنے مراقبے، سجدے اور طواف کرتے تھے۔ نثار کے مزار کی شان شاہی محل سرا کی تھی یہاں ہر وقت نئی عورت آ کر ٹھہرتی یہاں بہت سی عورتوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا وہ عورت بڑی محترم سمجھی جاتی تھی جو اپنی چادر عفت کو اس پر قربان کر دیتی۔ اس مزار کے نام بہت سے رقبے وقف تھے جن کی آمدنی مجاور ہی استعمال کر سکتے تھے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر زمانے کے مشرک اپنے اعمال و افکار کے لحاظ سے یکساں رہے ہیں۔ ملائکہ پرستی، جنات پرستی، بت پرستی، ستارہ پرستی، چاند پرستی، سورج پرستی کے علاوہ شاہ پرستی بھی تھی۔ لوگوں کی بے علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بادشاہ بھی اپنے آپ کو رب کہلاتا اور لوگ اس کے سامنے سجدہ کرتے تھے۔

شرک و بدعات کی یلغار اور بھرماریں رب کریم کا فضل و کرم جوش میں آیا اور اس نے مرکز شرک و خرافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہ اس کی قدرت کا کرشمہ اور سنت قدیمہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم برائی حد سے گزرنے لگتی ہے تو رب کبریا حق و باطل کا معرکہ برپا کرتے ہیں:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ

كَانَ زَهُوقًا ۝﴾ [بنی اسرائیل: ۸۱]

”اعلان فرمادیجیے! حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔“

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا

يُعِيدُ﴾ [سبا: ۴۹]

”فرمادیجیے! حق پہنچ گیا اب باطل نہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ پلٹ

سکتا ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ مبارک:

واقعہ معراج ذکر کرتے ہوئے نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر لے گئے میں دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شخصیت بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہے جبرائیل علیہ السلام نے مجھے تعارف کرواتے ہوئے کہا:

هَذَا أَبُوكَ ادم فسلم عليه فسلمت عليه .

(مسند احمد)

”یہ آپ کے والد گرامی ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ آگے بڑھ کر

سلام عرض کریں۔ آپ نے آگے بڑھ کر انھیں سلام کیا۔“

جواباً انھوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

مرحبا لابن الصالح والنبی الصالح .

(مسند احمد)

”خوش آمدید (جی آیائوں) نیک بیٹے اور نبی صالح

کے لیے۔“

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کا ذوق و شوق دیکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے ابراہیم علیہ السلام کے رخ زیبا کا اندازہ لگانا ہو وہ مجھے دیکھ لے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال أما

إبراهيم فانظروا إلی صاحبکم .

(صحیح بخاری)

یعنی ابن عباس سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کا

اندازہ کرنے کے لیے اپنے نبی جناب محمد ﷺ کو دیکھو۔“

آئیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے تصور میں زیارت کرنے کے

لیے پہلے سرور دو عالم ﷺ کے چہرے کی زیارت کرتے ہیں تاکہ

معلوم ہو کہ نبی ﷺ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کس قدر مماثلت

پائی جاتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان۔



وإذا نظرت إلى أسرة وجهه  
برقت كبرق العارض المتهلل

(السنن الكبرى للبيهقي)

”جب تم آپ ﷺ کے رخ تاباں پر نظر ڈالو گے تو اس کی شان رخسار کی کا عالم ایسا ہوگا جیسے ابر میں بجلی چمک رہی ہو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات چاند کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کو سرخ جوڑے میں ملبوس پایا چاند کی چاندنی اور کبھی آقائے گرامی ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں بالآخر میں نے فیصلہ کیا:

فإذا هو أحسن عندى من القمر .

(سنن الترمذی)

”نبی پاک ﷺ کا چہرہ چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے۔“  
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ ﷺ کی قد و قامت میں فرق:

سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور ابراہیم علیہ السلام کی قامت میں فرق یہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام مجھ سے دراز قامت تھے:

فأتينا على رجل طويل لا أكاد أرى رأسه  
طولا وإنه إبراهيم . (صحيح بخاري)

”پھر جبریل علیہ السلام مجھے ایسے لمبے شخص کے پاس لے گئے ممکن نہ تھا کہ میں لمبے قد کی وجہ سے اس کے سر کی چوٹی کو دیکھ سکوں۔ وہ جناب ابراہیم علیہ السلام تھے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ماحول:

آپ ﷺ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جو شرک و خرافات میں غرق اور جس گھر میں جنم لیا وہ بھی شرک و خرافات کا مرکز تھا۔ خرافات کو حکومت وقت اور آپ کے والد کی معاونت اور سرپرستی حاصل تھی حکمرانوں نے جہالت زدہ ماحول سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو خدا بنا لیا تھا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ٥﴾

[البقرہ: ۲۵۸]

”کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے؟ اس بناء پر کہ اللہ نے اس کو حکومت سے نوازا تھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب وہ ہے جس کے قبضہ قدرت میں موت و حیات ہے بادشاہ کہنے لگا زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے ابراہیم نے فرمایا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال یہ سن کر بادشاہ حیران و ششدر رہ گیا۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت قدیمہ ہے کہ جن حضرات کو نبوت کا منصب عطا کرنا چاہتے ہیں ان کو ابتداء سے ہی اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھتے ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کرنے سے پہلے ان کی پیدائش سے لے کر دربار فرعون کی تک اپنی حفاظت میں رکھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی قدم قدم پر حفاظت فرما کر انہیں تخت مصر پر بٹھایا بھائیوں کا حسد اور ارداہ قتل، بیگمات مصر کی گناہ میں آلودہ کرنے کی سازش ان کے قدم پھسلانے کی۔

نبی اکرم ﷺ کی اس طرح حفاظت فرمائی کہ آپ ﷺ کبھی بھی شرک و خرافات کی طرف مائل نہیں ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہی ارشاد ہوا:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ﴾ [الانبیاء: ۵۱]

”ہم نے ابتداء ہی سے ابراہیم علیہ السلام کو رشد و ہدایت سے نوازا اور ہم اس کو خوب جانتے تھے۔“

انبیاء اکرام علیہم السلام کے مشن کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ علم سے آگے عین یقین بلکہ حق یقین تک پہنچ جائیں کیونکہ انھوں نے جاہل اور اجد قوم کے سامنے اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ہوتا ہے کہ اگر وہ حق قبول نہیں کرتے تو ان کے اندر کم از کم حق کے سامنے بولنے کی سکت باقی نہ رہے۔ اسی لیے انبیاء عظام کو مختلف طریقوں سے مشاہدات کروائے گئے تاکہ پورے اطمینان ساتھ حق کو واضح کر سکیں یہی وہ درخواست ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور پیش کی:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ٥﴾ [البقرة: ٢٦٠]

”اے میرے پروردگار! مجھے دکھا کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم علیہ السلام کیا تو ایمان نہیں لایا۔ عرض کی کیوں نہیں میرے اللہ لیکن میں دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا اچھا چار پرندے لے لو اور ان کو اپنے آپ سے مانوس کرو پھر ان کا ایک ایک جز الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو۔ اس کے بعد ان کو پکارو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے خوب جان لو کہ اللہ نہایت با اختیار اور حکمت والا ہے۔“

اس طرح مشاہدے میں یہ بات سمجھا دی کہ مرنے کے بعد اسی طرح انسانوں کو چاروں طرف سے جمع کر لیا جائے گا جس طرح پرندوں نے آپ کو پہچان لیا ہے قیامت کے دن اسی طرح لوگ اپنے مالک حقیقی اور اپنے آپ کو، اہل و عیال اور اپنے اعمال کو پہچان لیں گے۔

آپ علیہ السلام صاحب کتاب نبی تھے:

تورات اور انجیل میں آپ کے صحف اور تعلیم کا کوئی ذکر تک موجود نہیں مگر قرآن مجید نے دو مقام پر ان کے صحف کا ذکر کیا ہے:

﴿..... أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۖ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ﴾ [النجم: ٣٦، ٣٧]

”کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں تھی اور ابراہیم (علیہ السلام) نے تو وفا کا حق ادا کر دیا۔“

﴿..... صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۖ﴾ [الأعلى: ١٩]

”ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔“

ہر حال میں اللہ سے تعلق رکھنے والا:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنتَبٍ ۖ﴾ [ہود: ٧٥]

”بے شک ابراہیم تو نہایت بردبار، بہت آہ و زاری کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے۔“

صاحب قلب سلیم:

﴿إِذْ جَاءَ رَبُّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۖ﴾ [الصافات: ٨٤]

”جب وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم کے ساتھ آیا۔“

حوصلہ مند، نرم دل اور مشفق تھے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے کمال بیزاری کے باوجود کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اپنے قلب و جگر میں رکھتے تھے۔

صداقت ابراہیم علیہ السلام:

قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صداقت کی شہادت ہی نہیں بلکہ ان کی صداقت کے تذکرے کا حکم دے رہا ہے:

﴿وَإِذْ كُفِّيَ الْكِتَابَ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۖ﴾ [مریم: ٤١]

”اور اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر، بے شک وہ بہت سچا تھا، نبی تھا۔“

دنیا میں عزت و عظمت:

﴿وَاتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمُنَّ﴾

[النحل: ۱۲۲]

”اور ہم نے آپ کو دنیا میں عزت عطا کی اور آخرت میں آپ نیک لوگوں کے ساتھی ہوں گے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعلق جس دور سے ہے اس دور کو معاشی تاریخ میں گلہ بانی کا دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس وقت کی سب سے بڑی دولت بھیڑ بکریاں تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنا مال تھا کہ بڑے سے بڑا جنگل بھی تنگی دامان کی شکایت کرتا گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔ آپ کی دینی عظمت و بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ فرمودات کو متعدد مقامات پر حکم دیا گیا کہ اے نبی رحمت ﷺ آپ بھی ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کریں:

﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [آل عمران: ۹۵]

”کہہ دیجیے اللہ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔ تم ایک سو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی اتباع کرو، ابراہیم علیہ السلام کا مشرکوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔“

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ

وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ

إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء: ۱۲۵]

”اس شخص سے بہتر کس کا طرز عمل ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور ایک سو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔“

﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ [البقرة: ۱۲۴]

”جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم علیہ السلام! میں تجھے سب دنیا کا پیشوا بنانے والا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امت محمدیہ سے محبت:

عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لقيت إبراهيم ليلة أُسري بي فقال يا محمد أقرء أمتك مني السلام وأخبرهم أن الجنة طيبة التربة عذبة الماء وأنها قيعان وأن غراسها سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر . (جامع ترمذی)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات مجھے ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علیہ السلام فرمانے لگے اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو جا کر میرا سلام پیش کیجیے اور انھیں بتائیے جنت کی مٹی زرخیز اور پانی میٹھا ہے اور یہ سارا جہنم میدان ہے۔ اس کے گل و گلزار تو سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر ہیں۔ (گویا کہ اپنے اعمال سے شجر کاری کریں۔)“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی:

آج تک کوئی امت ایسی نہیں گزری جو ابراہیم علیہ السلام کے مرتبہ و مقام کا انکار کر سکے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہر کوئی باعث صداقت و افتخار اور کلام امتیاز تصور کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک نے تعلق ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی مسابقت کا ذکر فرمایا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خاص مذہب پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝﴾ [النحل: ۱۲۰]

”ابراہیم (علیہ السلام) اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے اللہ کے تابع دار اور مخلص ترین وہ کبھی مشرکین کے ساتھ نہ تھے۔“

جد انبیاء علیہ السلام کا انتقال:

جب جد انبیاء کی عمر مبارک ۱۷۵ سال کی ہوئی تو آپ نے نہایت ہی کمزوری اور ضعف کی حالت میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ علیہ السلام کو آپ کی رفیقہ حیات حضرت سارہ کے ساتھ مکملہ کے علاقے میں پہاڑ کے دامن میں دفن کیا گیا آپ کی تجہیز و تکفین میں آپ کے عظیم بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام شریک رہے۔ (تورۃ۔ کتاب پیدائش)

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

”ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔“

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخَالِدُونَ ۝﴾ [الانبیاء: ۳۴]

”اے نبی گرامی (محمد ﷺ) ہم نے آپ سے قبل کسی بشر کو بھی ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں بھیجا۔ کیا آپ فوت ہو جائیں گے تو یہ (کافر) ہمیشہ رہیں گے؟“

آہ! آج وہ عظیم المرتبت شخصیت گرامی دنیا سے رخصت ہو رہی ہے جس نے انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے خوفِ ناک تکالیف و مصائب کا سامنا کیا اور مشکلات کے پہاڑ کاٹتے ہوئے اپنے عظیم ترین مشن کو ایسا جاری فرمایا کہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے لیے، بالخصوص سرور کونین ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی دینی اور اخروی کامیابی کا راز خلیلِ خدا جد انبیاء علیہ السلام کی اتباع میں مضمر ہے اور طریقہ خلیل سے انحراف کسی صورت بھی روانہ ہوگا۔

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ [آل عمران: ۶۷، ۶۸]

”ابراہیم (علیہ السلام) یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی بلکہ وہ تو پکے مسلمان تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ ان لوگوں کا تعلق تھا جو آپ کے متبع تھے (پھر ان کے بعد) یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر ہے۔“

آپ علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے:

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامًا فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيفٍ ۝﴾

[ہود: ۶۹]

”جب ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ہمارے فرشتے خوش خبری لے کر آئے۔ فرشتوں نے کہا تم پر سلام ہو۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو پھر کچھ دیر نہ گزری کہ ابراہیم (علیہ السلام) ایک بھنا ہوا بچہ اُن کی ضیافت کے لیے لے آئے۔“

ابراہیم علیہ السلام صاحبِ قوت اور صاحبِ معرفت نبی تھے:

﴿وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لِّإِبْرَاهِيمَ وَاسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝﴾ [ص: ۴۵]

”ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر کرو، وہ بڑے ہی قوتِ عمل رکھنے والے اور صاحبِ بصیرت تھے۔“

آپ علیہ السلام اپنی ذات میں انجمن تھے۔ جو کام بڑی بڑی منظم جماعتیں نہ کر پائیں جناب ابراہیم علیہ السلام تنہا ہوتے ہوئے بھی کر گزریے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے ان کی ذات گرامی کو ایک امت سے تعبیر کیا ہے:

# اسلام کا روحانی نظام

## قرآن اور حدیث و سنت کی روشنی میں

سید عالم جمال عبدالسلام ہشام

اسلامی روحانیت کے عنوان پر جس قدر داخلی فتنے اسلام میں پیدا ہوئے ان کی کثرت میں وہ روحانیت جس کا علم بردار دین اسلام ہے، بُری طرح دب کر رہ گئی۔ کچھ مخلصین نے خود ساختہ روحانیت کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی لیکن اسلام کا حقیقی نظام روحانیت پوری طرح واضح نہ ہو سکا۔ پیش نظر مقالہ دراصل عالم جمال صاحب کے تھیسز کا دوسرا باب ہے جو انھوں نے ایم فل کی ڈگری کے لیے پیش کیا۔ اسے ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلے حصے میں روحانیت کا اسلامی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں آپ ﷺ کی عملی زندگی جو اس نقطہ نظر کے تحت گزری، اس کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

خواہشات کی بھینٹ چڑھنا پڑے۔ اسے حسی تمدن کا نظریہ کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کا حامل شخص خود غرض بن جاتا ہے کیونکہ وہ حواس اور ان کے فیصلوں کا غلام ہوتا ہے۔ اس لیے صرف ان اشیاء کو حقیقی سمجھتا ہے جو قابل ادراک ہیں۔ یوں وہ ان دیکھے خدا کے وجود اور حیات بعد الممات کی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے اپنے اعمال میں مکمل خود مختار ہو جاتا ہے اور ہر وہ عمل بجالاتا ہے جو اس کے اپنے نفع میں ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ [الكهف: ۱۰۳، ۱۰۴]

”کہہ دیجیے کہ میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں۔ وہ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔“

اس نظریہ اخلاق کی بنا پر معاشرہ مختلف بد اخلاقیوں اور ظلم و نا انصافی کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ حیوانی جذبات کی تسکین روح کے

اسلام کا روحانی نظام نو فلاطونی فکر، عیسائی تصوف، ہندو ویدانت اور بدھ رہبانیت کے بودے اور بے سود تصورات کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ ہر فرد اپنی نجات و سعادت خود غرضانہ طور پر حاصل کرے، دوسرے انسانوں کی فلاح اور اصلاح سے بالکل بے نیاز ہو اور ظاہری عبادات اور راہبانہ طرز زندگی کا شیدائی ہو۔

اسلام نے اس کے بالمقابل انسانی فلاح و سعادت کو اجتماعی روحانی فلاح کے ساتھ مشروط کر دیا۔ اور اپنے ماننے والوں پر یہ امر واضح کر دیا کہ دوسروں کی روحانی سعادت اور مادی فلاح کا خیال کیے بغیر کوئی فرد نجات حاصل کر سکتا ہے اور نہ سعادت روحانی کے خاکے میں فوز و فلاح کا رنگ بھرا جاسکتا ہے۔  
دو گروہ اور ان کا انتہائی رد عمل:

قرآن مجید کے روحانی اصول و ضوابط پر مفصل بحث سے پہلے یہاں دو گروہوں کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو افراط اور تفریط کا شکار ہوئے اور جادہ مستقیم سے یوں ہٹے کہ ع

ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں  
۱: ایک گروہ کے نزدیک زندگی صرف مادے سے عبارت ہے اور مادی ترقی کا حصول ضروری ہے، خواہ اس کے لیے روح کو



”پوری مسمی دنیا میں جہالت، وحشت اور تاریکی کا دور دورہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ قرون وسطیٰ قرون مظلمہ کا ہم معنی قرار پایا۔“ (اسلامی نظریہ حیات، ص: ۲۷)

جب کہ ڈاکٹر امان اللہ بھٹی لکھتے ہیں:

”وہ جو فطرت کی قوتوں کو مکروہ اور ناقابل توجہ قرار دیتے ہیں اور ان سے دور بھاگنے ہی کو مقصد زندگی سمجھتے ہیں، انہیں اس دنیا کے فائدے حاصل ہوتے ہیں نہ آخرت کی خوش

گواریاں۔“ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۲)

اس گروہ کے بارے میں مولانا عبدالرحمن کیلانی یوں رقم طراز ہیں:

”ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ روحانیت کے اس راستے میں حائل سنگ گراں ہمارا مادی جسم ہے لہذا اس جسم کو مضحل اور کمزور بنانے کے لیے طرح طرح کے عذاب دیے جانے

لگے۔“ (شریعت و طریقت، ص: ۲۱)

انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد:

قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ امر مترشح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کی روح کو پاکیزگی اور طہارت کا وہ معطر غلاف دینا ہے جس سے انسانیت سرشار ہو جائے۔ اسی لیے مولانا امین احسن اصلاحی بجا طور پر لکھتے ہیں:

”اگر یہ سوال کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کا حقیقی مقصود کیا ہے..... تو اس کا صحیح جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ نفوس انسانی کا تزکیہ۔“

(تزکیہ نفس، ص: ۲۹)

محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی تزکیہ روح و نفس بیان ہوا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝﴾

[الجمعة: ۲]

نظام کو کچلتے ہوئے آگے بڑھتی ہے۔ اور ایمان یہ ہوتا ہے کہ ع چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی پروفیسر خورشید احمد اس بے حس تمدن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آج بھی حسی تمدن اور مادی طرز فکر کے مظاہر ریس کلب، ناچ گھر، شراب خانے اور قمار خانے ہیں جو انسانیت کے حق میں ہر طرح سے مضر اور رکیک جذبات کی تسکین کا ذریعہ ہیں۔“ (اسلامی نظریہ حیات، ص: ۲۵)

جب کہ پروفیسر امان اللہ بھٹی لکھتے ہیں:

”فطرت کی قوتوں کو مسخر کر کے انہیں صرف اپنے مقاصد کے مطابق بروئے کار لانے والے محض عقل کے غلام (سیکولر) ہیں جنہیں اس دنیا کے مفادات تو حاصل ہو جاتے ہیں مگر اخروی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

(اسلام اور خانقاہی نظام: ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ، ص: ۲۲)

۲: دوسرا گروہ اشراقی تمدن کا قائل ہے۔ جو حسی تمدن کی ضد ہے۔

حسی تمدن روح اور اس کے متعلقات کا منکر ہے۔ اشراق جسم اور مادیت کے خلاف جنگ کا قائل ہے۔ اس نظریے کی رُو سے انسانی جسم ایک قفس اور طائر روح قیدی ہے۔ روح اپنے مرکز اصلی سے اس قفس سے آزادی کے بغیر اتصال پیدا نہیں کر سکتی۔ اس لیے اس قفس کو توڑا جائے یا اسے اتنا کمزور کیا جائے کہ طائر روح جب چاہے آزادانہ اپنے آشیانے کی طرف پرواز کر سکے۔ دور وسطیٰ کا مستی یورپ اس کی سب سے بڑی مثال ہے۔ شہروں کو اجاڑ کر ویرانوں میں ڈیرے لگائے گئے۔ خواتین کا وجود لعنت قرار پایا۔ تجرد و رہبانیت کے عناصر سرطان کی طرح پھلے پھولے۔ مادیت کا ہر ممکن ازالہ کیا گیا۔ جسم کشی، خود آزاری اور غیر فطری ریاضتوں کے جولزہ خیز واقعات لیکنی نے تاریخ یورپ میں نقل کیے ہیں انہیں سن کر کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے اور انسانیت اپنے وجود پر ناز کرنے کی بجائے شرم کر رہ جاتی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد نے بجا طور پر لکھا ہے:

تلاوت کرتے ہیں اس کے لیے وہ کتاب اللہ کی تعلیم دیتے ہیں، اس کے لیے وہ حکمت کا درس دیتے ہیں۔ مگر مقصود ان سارے کاموں سے صرف تذکیہ ہوتا ہے۔“

(تذکیہ نفس، ص: ۲۸)

پھر یہ حقیقت بھی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ تذکیہ روح ہر شخص کی فلاح و نجات آخرت کے لیے ایک ضروری شرط ہے، چنانچہ قرآن مجید شاہد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾

[الشمس: ۹، ۱۰]

”کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو آلودہ کیا۔“

نیز فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۖ﴾ [الاعلیٰ: ۱۴]

”کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔“

اس بحث سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہو کر سامنے آتی ہیں:

- ۱: روح کا تذکیہ تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصود ہے۔
- ۲: یہ تذکیہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔
- ۳: اور تذکیہ روح کسی خاص گروہ تک محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق پورے معاشرے کے ساتھ یکساں ہے۔
- آئندہ ہم وہ اصول بیان کریں گے جن پر اسلام کے روحانی نظام کی عمارت قائم ہے، واللہ التوفیق۔

## اسلام کے روحانی نظام کے اصول

پہلا اصول: توحید باری تعالیٰ:

دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور اس دین کو اپنی زندگی کے لائحہ عمل کے طور پر اپنانے کے لیے سب سے پہلے عقیدہ توحید ہے۔ یہ دین اسلام کی اساس اور روحانی نظام کی شاہ کلید ہے جس کے بغیر روحانی ترقی کا تصور بالکل عبث ہے۔ یہی وہ اصول ہے جس سے

”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا وہ اس کی آیات اُن پر تلاوت کرتا ہے اور اُن کا تذکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بلاشبہ اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں پڑے تھے۔“

اور یہی حقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے سامنے آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کی اصل غایت لوگوں کا تذکیہ ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾

[البقرة: ۱۲۹]

”اے ہمارے رب! تو ان میں انھی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تذکیہ کرے۔“

اس دعا کے مطابق جب رسول اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے مقاصد کا حوالہ یوں دیا:

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۱۲۹]

”چنانچہ ہم نے تم میں ایک رسول بھیجا بھی میں سے جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔“

مولانا امین احسن اصلاحی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ان کا اصلی مقصد تو لوگوں کے نفوس کا تذکیہ ہی ہوتا ہے اور اسی نقطہ نظر سے وہ اپنی تمام دعوتی اور اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز کرتے ہیں لیکن اس مقصد کے لیے انھیں بہت سے ایسے کام بھی کرنے پڑتے ہیں جو اس مقصد کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ ہوتے ہیں، اس کے لیے وہ اللہ کی آیات کی

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ﴾

[التوبة: ١٧]

”مشرکوں کا کبھی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجد میں آباد کریں۔“

شُرک کی قباحت اور شناعیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی:

﴿يُبْنِي لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

[لقمان: ١٣]

”اے پیارے بیٹے! شرک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

شرک ہی وہ گناہ ہے جو ناقابل معافی ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ [المائدة: ٧٢]

”یقیناً جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔“

اسی گناہ عظیم کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ [النساء: ٤٨]

”بلاشبہ اللہ نہیں بخشنے گا یہ کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے جس کے لیے چاہے گا۔“

شرک ہی وہ گناہ عظیم ہے جو حظ اعمال کا سبب بنتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الانعام کے نویں رکوع میں اپنے انبیاء ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داود، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام کا ذکر کیا۔ ان اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرہ کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

[الانعام: ٨٨]

”اور اگر (بفرض محال) وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال

انسانی روح فلاح و فوز کے مراحل طے کرتے ہوئے حتمی کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اس کو روح کی کامیابی میں وہی مقام حاصل ہے جو

انسانی جسم میں دل کو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ [بنی اسرائیل: ٣٩]

”یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی

طرف وحی کی ہیں اور آپ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو الہ نہ

بنائیں۔“

یہی وہ عقیدہ ہے جس کی دعوت تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے دی

اور فرمایا:

﴿يُقِيمُوا الْعِبَادَةَ لِلَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾

[الاعراف: ٧٣]

”اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو تمہارے لیے اس کے

علاوہ کوئی الہ نہیں۔“

توحید کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی ضد،

یعنی شرک کا عقیدہ رکھنے والوں کو قرآن مجید نے نجس قرار دیا ہے،

چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة: ٢٨]

”بے شک شرک کرنے والے پلید ہیں۔“

یہ آئے مبارکہ صاف دلالت کرتی ہے کہ شرک روحانی ترقی کی راہ

میں سب سے بڑا مانع ہے اور اس کی موجودگی میں کسی قسم کی روحانی

پاکیزگی اور طہارت و نظافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اللہ

سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم بھی دیا کہ یہ مشرکین اس

سال کے بعد مسجد حرام میں نہ آنے پائیں:

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ [التوبة: ٢٨]

”بے شک مشرکین ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد

حرام کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔“

بلکہ ساتھ ہی اس امر کو بھی واضح فرمادیا:

ضائع ہو جاتے۔“

یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا:

﴿لَيْتَنَ أَشْرُكَتَ لِيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ [الزمر: ۶۵]

”اگر آپ نے شرک کیا تو یقیناً آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔“

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”هذا الكلام من باب التعريض لغير الرسل لأن الله سبحانه قد عصمهم عن الشرك ووجه إيراد على هذا الوجه التحذير والانذار للعباد من الشرك لأنه إذا كان موجبا لأحباط عمل الأنبياء على الفرض و التقدير فهو محبط لعمل غيرهم من أممهم بطريق الأولى.“ (فتح القدير، ص: ۱۲۹۰)

یعنی اگر شرک سے انبیاء کرام ﷺ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے جب کہ اللہ نے ان کو شرک سے بچایا ہے تو غیر انبیاء کے اعمال کا حبط ہو جانا بطریق اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔

ان نصوص سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ اور معصیت ہے اور اس کے ہوتے ہوئے انسانی نفس کسی بھی قسم کی روحانی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے اعمال خواہ نیک اور صالح ہوں ضائع ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ توحید اسلام کے روحانی نظام کی اساس ہے اور اسی پر فوز و فلاح کا مدار ہے۔

اس حقیقت کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ اللہ نے تمام انبیاء ﷺ کو اسی مقصد کے لیے دنیا میں بھیجا کہ وہ نفس انسانی کو شرک کی آلودگی سے بچائیں۔ ان کا تزکیہ کریں اور انھیں توحید الہی کا پیغام سنائیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے منصب تزکیہ سے جمہور مفسرین نے بھی مراد لیا ہے کہ اس کا معنی شرک سے صفائی اور پاکیزگی ہے۔ تفسیر قرطبی میں ہے:

يزكيهم اي يطهرهم من وضر الشرك .

(الجامع لأحكام القرآن: ۸۹/۱)

”يزكيهم کا معنی ہے کہ نبی انھیں شرک سے پاک کرتا ہے۔“

مقاتل بن سلیمان کے نزدیک:

يزكيهم: يطهرهم من الشرك والكفر .

(تفسير مقاتل بن سليمان: ۷۸/۱)

”يزكيهم کا معنی ہے کہ وہ انھیں کفر و شرک کی نجاست سے

پاک کرتا ہے۔“

شیخ جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

يزكيهم اي يطهرهم من الشرك و سائر

الارجاس كقوله: و يحل لهم الطيبات و

يحرم عليهم الخبائث . [الاعراف: ۱۵۷]

(تفسير القاسمي: ۴۰۰/۱)

”يزكيهم کا معنی ہے کہ وہ انھیں شرک اور دیگر تمام نجاستوں

سے پاک کرتا ہے، جیسے اللہ کا فرمان ہے: نبی طیبات کو ان

کے لیے حلال اور خبائث کو ان پر حرام ٹھہراتا ہے۔“

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

قال الحسن يزكيهم: يطهرهم من الشرك .

(تفسير مفاتيح الغيب ۶۷/۲)

”حسن بصری فرماتے ہیں: تزکیہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ

انھیں شرک سے پاک کرتا ہے۔“

علامہ شوکانی کا رجحان بھی اسی طرف ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

اي يطهرهم من الشرك و سائر المعاصي .

(تفسير فتح القدير ۹۵/۱)

”یعنی وہ انھیں شرک اور تمام معاصی سے پاک کرتا ہے۔“

یہی تفسیر جلالین میں مذکور ہے:

يطهرهم من الشرك . (تفسير الجلالين، ص: ۲۰)

علامہ طنطاوی کے نزدیک بھی یہی مراد ہے، فرماتے ہیں:

”سمجھ لے کہ رسولوں کی اولین دعوت توحید ہے اور اس راہ کی پہلی منزل اور پہلا مقام بھی یہی ہے جس پر چل کر سالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔“

**توحید کی عظمت اور شرک کی مذمت:**

رسول اکرم ﷺ کی احادیث ثابتہ مشہورہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ توحید نفس کی ترقی، پاکیزگی اور طہارت کا دستور اول ہے۔ اور اس کی عدم موجودگی میں روحانی ترقی مسدود ہو جاتی ہے۔ اور انسان کا لانعام بل ہم اضل کا مصداق بن جاتا ہے۔

**حدیث اول:** قال رسول الله صلى الله عليه و

سلم: امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا

اله الا الله . (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۷۲۸۵)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگ جب تک لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں میں ان سے قتال کروں۔“

**حدیث دوم:** حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے

ہوئے زبان نبوت یوں گویا ہوئی:

((فان حق الله على العباد ان يعبدوه ولا

يشركوا به شيئا . ))

(صحيح بخاري، رقم الحديث: ۲۸۵۶)

”بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔“

**حدیث سوم:** کبیرہ گناہ گنواتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے:

((ان تجعل لله ندا و هو خالقك . ))

(صحيح بخاري، رقم الحديث: ۴۴۷۷)

”یہ کہ تُو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“

**حدیث چہارم:** نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل

يزكيهم اي يطهرهم من الشرك .

(الجواهر في تفسير القرآن الكريم: ۱۴۰/۱۱)

”وہ ان کا تزکیہ کرتا ہے، یعنی وہ انھیں شرک سے پاک کرتا ہے۔“

اسی معنی کو صاحب ”معارف القرآن“ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ یزکیہم کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”جس کے معنی ہیں ظاہری و باطنی نجاسات سے پاک کرنا۔

ظاہری نجاسات سے تو عام مسلمان واقف ہیں باطنی

نجاسات کفر اور شرک، غیر اللہ پر اعتماد کلی اور اعتقاد فاسد نیز

تکبر و حسد، بغض، حب دنیا وغیرہ ہیں۔“

(معارف القرآن: ۳۳۵/۱)

ان اقتباسات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہو کر سامنے آتے ہیں:

۱: انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔

۲: اس تزکیہ کا مطلب انسانی روح کو شرک کی غلاظت اور رجس

سے پاک کرنا اور اس کو توحید الہی کی خوش بو سے معطر کرنا ہے۔

۳: یہی منصب رسول اللہ ﷺ کو تفویض کیا گیا۔

۴: شرک کی موجودگی میں کسی قسم کی روحانی ترقی ممکن نہیں۔

لہذا بلا خوف و تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ توحید ہی اسلام کے

روحانی نظام کا سب سے پہلا اور اہم اصول ہے اور باقی تمام عقائد،

اعمال اور عبادات اسی شجرہ طیبہ کی فرع ہیں۔ چنانچہ مشہور صوفی

ابوالحسن علی ہجویری رقم طراز ہیں:

”بدن کی طہارت کے لیے جس طرح خالص پانی کی

ضرورت ہے اسی طرح دل کی طہارت کے لیے خالص

توحید الہی کی ضرورت ہے۔“

(کشف المحجوب مترجم، ص: ۲۵۵)

شرح عقیدہ طحاویہ میں توحید کی اہمیت یوں بیان ہوئی ہے:

اعلم ان التوحيد اول دعوة الرسل و اول

منازل الطريق و اول مقام يقوم فيه السالك

الى الله عز وجل . (شرح العقيدة الطحاوية، ص: ۷۷)



النار .)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۴۴۹۷)  
”جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی پکارتا تھا تو وہ شخص آگ میں داخل ہوگا۔“

**حدیث پنجم:** معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے زبان رسالت سے جو الفاظ ثابت ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے روحانی وجود کی سب سے اہم اساس توحید باری تعالیٰ ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا:

((فلیکن اول ما تدعوهم الی ان یوحدا  
اللہ تعالیٰ .))

(صحیح بخاری، رقم الحديث: ۷۳۷۲)

”تیری انہیں سب سے پہلی دعوت اللہ کی توحید کی ہونی چاہیے۔“

**توحید کا مفہوم:**

مفہوم توحید یہی ہے کہ اللہ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے، رازق ہے، غوث اعظم اور فریادرس ہے۔ وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ بگڑی بنانے والا ہے، زندگی و موت کا مالک ہے۔ وہی نفع و نقصان کا مالک ہے، لہذا اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ کسی اور آستانے پر سر نہ جھکایا جائے طواغیت و شیاطین کی عبادت سے انکار کیا جائے۔

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ توحید بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:  
”انہ واحد احد فرد صمد لم یلد و لم یولد لا شبیہ لہ ولا نظیر لہ ولا عون ولا شریک ولا ظہیر ولا وزیر ولا ندلہ ولا مشیر لہ۔“

(غنیۃ الطالبین، ص: ۹۷)

”بے شک وہ اکیلا، یکتا، اور فرد واحد ہے۔ نیز وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اس کا کوئی مشابہ ہے نہ کوئی مثیل کوئی اس کا مددگار ہے نہ شریک کوئی اسے طاقت دینے والا ہے نہ کوئی وزیر اور اس کا سا جھی ہے نہ مشیر۔“

علی جویری فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا ذات و صفات میں کوئی ثانی نہیں نہ افعال ہی میں اس کا کوئی مثیل و شریک ہے۔“

(کشف المحجوب، ص: ۲۳۵)

**عقیدہ توحید کے نفس انسانی پر اثرات:**

۱: یہ عقیدہ انسانی زندگی کو آزادی اور حریت کا بلند ترین مقام بخشتا ہے۔ یہاں تک کہ جو انسان حقیر مخلوقات کو اپنا رب مانے ہوئے زندگی گزار رہا ہوتا ہے اس عقیدے کو اپناتے ہی یکسر بے خوف ہو جاتا ہے کیونکہ اسے یقین ہو جاتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی تمام طاقتوں کا مالک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

”توحید مجرد ایک علمی حقیقت ہی نہیں بلکہ ایک نہایت اہم عملی حقیقت بھی ہے۔ انسانی زندگی خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی توحید کے تصور سے یکسر بدل کر رہ جاتی ہے۔“

(اسلامی نظریہ حیات، ص: ۲۱۱)

۲: یہ عقیدہ انسان میں انتہا درجے کی خودداری اور عزت نفس پیدا کر دیتا ہے اور یہی وہ نقطہ آغاز ہے جس کو انسان کے روحانی نظام میں اصل الاصول کی حیثیت حاصل ہے۔

۳: یہ عقیدہ انسان کے اخلاقی نظام کو مضبوط ترین بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ صبر و تحمل، استقلال و بردباری، اولوالعزمی، شجاعت، بے خوفی، حیاء، ایثار، امانت، ہمدردی، فیاضی، فراخ دلی اس شجرہ طیبہ کے ثمرات ہیں اور اسی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ ۚ بِأُذُنٍ رَّبِّهَا﴾ [ابراہیم: ۲۵]

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال کیسے بیان فرمائی (کہ وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح

### خاتمہ بحث:

۱: شرک انسانی فطرت سے سعادت کا تخم جڑ سے فنا کر دیتا ہے اور اس کی روحانی ترقی کی تمام استعدادیں باطل کر دیتا ہے اور یہ استعدادی فقدان اس کے حواس ظاہرہ کو بھی اتنا متاثر کر دیتا ہے کہ وہ پوری صحت و سلامتی کے باوجود اپنے فطری احساس سے بھی یکسر معریٰ اور معطل ہو کر رہ جاتے ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أُذُنٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَانُوا لَنَا نَعَامٌ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ [الاعراف: ۱۷۹]

۲: شرک نفس انسانی کے لیے ایک ابدی موت ہے۔ جو روح قالب انسانی جیسے اشرف قالب میں بھی شرک کرنے سے نہیں شرماتی وہ اس قابل نہیں رہتی کہ نفس عضریٰ سے آزادی کے بعد اسے کوئی عروج حاصل ہو۔ اس لیے ذلتوں کی مہیب تاریکیوں میں گرنا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

۳: توحید روحانی فوز و فلاح کی اساس ہے۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے الفاظ میں:

”ولهذا كان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء ولهذا كانت لا اله الا الله احسن الحسنات و كان التوحيد بقول لا اله الا الله رأس الامر .“

(مجموع الفتاوى: ۲۳/۱)

مولانا امین احسن اصلاحی اسی حقیقت کو اردو قالب میں ڈھالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دین کا سارا نظام توحید سے روشن ہے اس جسم کی روح اور اس آنکھ کی پتلی توحید ہی ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی عقیدہ موثر ہے اور نہ کوئی عمل مثمر۔“ (حقیقت شرک و توحید، ص: ۲۶۹)

(جاری ہے)

(ہے) جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے۔“

الشیخ عبدالرحمن سعدی لکھتے ہیں:

”اصلها ثابت في قلب المؤمن علما و اعتقادا و فرعها من الكلم الطيب و العمل الصالح و الاخلاق المرضية و الآداب الحسنة في السماء دائما .“

(تفسیر سعدی، ص: ۳۷۹)

”اس کی جڑ قلب مومن میں علم اور اعتقاد کی شکل میں ہوتی ہے اور اس کی شاخ، یعنی اچھی باتیں، اعمالِ صالحہ، پسندیدہ اخلاق اور خوب صورت آداب، ہمیشہ آسمان میں رہتی ہے۔“

عقیدہ توحید کا اجتماعی زندگی پر بھی بڑا گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ روحانیت ترک دنیا نہیں بلکہ نظم دنیا کا نام ہے۔ مظہر الدین صدیقی لکھتے ہیں:

”جس معاشرے میں انسانی تعلقات زیادہ ہم آہنگ ہوں، سیاسی معاشی اور مذہبی طبقاتیت کی شدت نہ ہو اور احترام انسانی کا جذبہ لوگوں میں عملاً کارفرما ہو وہی معاشرہ روحانی حیثیت سے زیادہ ترقی یافتہ ہوگا۔“

(اسلام اور مذاہب عالم، ص: ۲۱۷)

اور صاف ظاہر ہے کہ یہ عملاً اسی صورت میں ممکن ہوگا جب تمام انسان توحید کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں۔ تبھی وطن پرستی اور قوم پرستی سے نجات ملتی ہے۔ تبھی کامل عدل اور کامل مساوات قائم ہو سکتی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد نے روحانی افراتفری اور کشاکش کے خاتمے کی تجویز دیتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے:

”دنیا کے سوچنے سمجھنے والے لوگ عالمی ریاست کی حمایت کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ ساری کوششیں اس وقت تک بے کار ہیں جب تک انسانیت وحدت الہ اور وحدت آدم پر اشتراک نہیں کرتی۔“ (اسلامی نظریہ حیات، ص: ۲۱۵)

## جرم کیوں نہیں؟

عطاء محمد جنجوعہ

صدام حکومت کی حمایت کیوں نہ کی؟ شام کی دو سالہ خانہ جنگی کے دوران امریکا خاموش تماشا بنی ہا عراق کی طرح شام میں اُس نے فوری مداخلت کیوں نہ کی؟ سعودی حکومت نے شامی عوام کے حق میں اخلاقی حمایت کا بیان دیا۔ اگر یہ جرم ہے تو ایرانی حکومت بشار الاسد کی عسکری حمایت کر رہی ہے طاغوتی قوتوں کی نظروں میں یہ جرم کیوں نہیں؟ تسلیم کرتا ہوں کہ عرب عوام شامی مہاجرین کے ساتھ مالی تعاون کر رہے ہیں لیکن غور طلب پہلو ہے کہ لبنان کی حزب اللہ حکومت فوج سے مل کر شامی عوام کے قتل عام میں ملوث ہے۔ یہ عالمی نوعیت کا جرم کیوں نہیں؟ اگر امریکا کو شامی عوام سے ہمدردی ہوتی تو جب حافظ اسد نے ایک لاکھ شہریوں کو ہلاک کیا تھا اُس وقت امریکا نے نوٹس کیوں نہ لیا؟ آج اُس کا بیٹا بشار الاسد شامی مظاہرین پر قابو پانے کے لیے کیمیائی ہتھیار استعمال کر رہا ہے ایک لاکھ سے زیادہ شامیوں کو قتل کر چکا ہے امریکا نے سیاسی دباؤ کے ذریعے بشار الاسد کو ملک بدر ہونے پر مجبور کیوں نہیں کیا؟

جب سے روس نے مغربی نظام اختیار کیا تو اُن میں سیاسی نوعیت کا اختلاف مٹ گیا اگر اختلاف ہے تو صرف عالمی چودھراہٹ کا ہے۔ تاہم اسلام دشمنی میں اُن کا موقف ایک ہے۔ روسی صدر کے بیان پر دیسی کہاوت یاد آئی ”گراگدھا سے غصہ کمہار پر“ حملہ کرنے والا امریکا غصہ سعودی عرب پر۔

دراصل امریکا ہو یا روس دونوں کی ہائی کمان صہیونی کنٹرول میں ہے جاننے والے جانتے ہیں اسرائیل کے نقشے میں مدینہ منورہ شامل ہے۔ لندن میں منعقدہ حجاز کانفرنس میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو کھلا

اسلام دشمنی کی انتہا ہے کہ گزشتہ دنوں میں روسی صدر ولادی پیوٹن نے فوج کو ارجنٹائکشن میمورنڈم جاری کیا جس میں شام پر حملے کی صورت میں سعودی عرب پر حملے کا حکم دیا گیا ہے روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے خبردار کیا ہے امریکا شام میں فوجی مداخلت سے باز رہے۔

یہ خبر میرے لیے باعث تعجب نہیں کیونکہ جس وقت امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا تو اُس وقت راقم نے ”صہیونی جنگ کے شعلے“ میں خدشہ ظاہر کر دیا تھا کہ طاغوتی قوتوں کا ہدف سعودی عرب ہے۔ تاہم وہ ہدف سے قبل سعودی عرب کے حمایتی اسلامی ممالک کی فوجی قوت کو کچل دے گا یا خانہ جنگی میں مبتلا کر کے فوجی ایکشن یا انتخابی عمل سے اپنے چہیتے برسر اقتدار لائے گا۔ آپ اسلامی ممالک پر نظر دوڑائیں حکمران طبقہ بالواسطہ یا بلاواسطہ امریکا کا حامی ہے۔ تیونس، لیبیا اور مصر کی طرح شام میں سیاسی حقوق کا مطالبہ ہوا عوام سڑکوں پر نکل آئے۔ شامی حکومت اُن کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر رہی ہے۔ وہ عرصہ تین سال سے حق رائے دہی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

امریکا نے جس وقت عراق پر حملہ کیا اُس وقت وہاں نہایت امن وامان اور استحکام تھا حکومت کے خلاف خصوصاً عوامی سطح پر مظاہرے نہ ہوئے تھے صرف عراق کے جلاوطن لیڈر احمد شیلابی نے امریکا سے مطالبہ کیا کہ عراقی حکومت کیمیائی ہتھیار بنا رہی ہے امریکا نے بغیر ثبوت کے عراق پر حملہ کر دیا۔ صدام کو تختہ دار پر لٹکا کر اقتدار عراق کی اکثریتی جماعت کو منتقل کر دیا۔ توجہ طلب پہلو ہے کہ صدام حسین کافی عرصہ روس کا حامی رہا حملے کی صورت میں روس نے امریکی مخالفت کی بنا پر

جس کا مؤلف کوئی ایک نہیں بلکہ متعدد اشخاص ہیں۔ جس میں نصیریہ کے مخصوص عقائد کا تذکرہ ہے اسی کے اوپر قسم کی جاتی ہے اور اس کی انتہائی تعظیم کی جاتی ہے۔

نصیری قاتل علی عبدالرحمن بن ملجم کی تعریف کرتے ہیں کہ اس کے اس فعل کی بنا پر حضرت علی کے ناسوت (دنوی جسم) کو دنیا سے چھٹکارا ملا اور وہ دوبارہ لاہوت کی اصلی حالت میں واپس چلے گئے ان میں سے کچھ لوگ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ علی آسمان میں ہیں، بجلی کا کڑکا ان کی آواز اور بجلی کا گرنا اُن کا کوڑا ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ المنبر، اگست ۲۰۱۳ء)

عقیدہ توحید میں واضح فرق کے علاوہ ارکان اسلام اور فقہی مسائل میں اُن کے اس قسم کے نظریات ہیں جن سے اہل تشیع کے دوسرے فرقے لاطلفی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دنیا بھر میں شیعہ کے تمام فرقوں کے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محور بنا کر شام کے نصیری حکمران طبقے کی مالی اور عسکری حمایت کر رہے ہیں۔ لبنان کی حزب اللہ اور ایرانی حکومت کا اعلانیہ تعاون کسی سے مخفی نہیں۔

اس کے برعکس اہل سنت کے مکاتب فکر کے مابین فقہی مسائل میں فرق ضرور ہے مگر قرآن و سنت پر سب کا اتفاق ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل سنت کے تمام مکاتب فکر اللہ کی وحدانیت سید الانبیاء محمد ﷺ کی ختم نبوت اور خلفائے راشدین کی عظمت کو مرکز و محور بنا کر اتحاد کا رشتہ قائم کریں۔ شام کے مظلوم بھائیوں کی اخلاقی حمایت کریں۔ اور ظالم حکمران طبقے سے نجات دلانے میں مکمل کردار ادا کریں۔

شام پر امریکا اور سعودی عرب پر روس کے حملوں کے دھمکی آمیز بیان کے سدباب کے لیے متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ اتحاد کی پکار دول کی آواز ہے۔

شہر قرار دینے کی قرارداد پاس ہو چکی ہے۔ خدا نخواستہ امریکا نے شام پر اور روس نے سعودی عرب پر حملہ کیا تو صہیونی تنظیم یہودی پروٹوکول کی پیش قدمی دیکھ کر بغلیں بجائیں گے۔

تاریخ پر نظر رکھیں رب ذوالجلال ابابیلوں سے ابرہہ کے لشکر کو بھوسے کے مانند تباہ و برباد کر سکتا ہے وہی قدیر علیم حرمین شریفین پر اڑتی ہوئی ابابیلوں کو اشارہ کر کے فضا میں اڑنے والے دشمن کے طیاروں کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانو! خواہ عربی ہو یا عجمی، شیعہ ہو یا اہل سنت، سن لو! اگر تم رب کے قرآن پر یقین رکھتے ہو تو اس پر عمل کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، تاریخی حقیقت ہے اسے جب بھی موقع ملے گا وہ تمہیں مسلمان سمجھ کر جانی و مالی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرے گا۔ چنانچہ مشترک اقدار کے فروغ کو مانو بنا کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور یہود و نصاریٰ کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دو اللہ سب مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

#### اتحاد کی پکار:

اسلام کا پرچم عرب و عجم پر لہرایا، دشمنوں میں عسکری مقابلے کی سکت نہ رہی تو انھوں نے فکری محاذ کا رخ اختیار کر لیا۔ اُن کی سازش سے ملت اسلامیہ دو گروہوں میں بٹ گئی۔

ملک شام کا حکمران طبقہ نصیری فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کو الوہیت کا درجہ حاصل ہے اُن کے نزدیک حضرت علی اللہ تعالیٰ کے نور کا انسانی مظہر ہیں یا دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ حضرت علی میں حلول کیے ہوئے ہیں پھر نور علی رضی اللہ عنہ سے حضرت محمد ﷺ کی تخلیق ہوئی اور محمد ﷺ نے سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تخلیق کی۔ سلیمان فارسی نے پانچ یتیموں المقداد، ابوذر غفاری، عثمان بن مظعون، عمار بن یاسر اور قنبر بن کاذان کو جنم دیا اور ان پانچوں نے کائنات کی تخلیق کی۔ نصیری فرقے کی مقدس کتاب ”المجموع“ ہے

## لازم ہے احتیاط

اور یا مقبول جان

(Histories) مانگیں تو پتا چلا کہ ان میں ان کے نام، مقام اور شناخت کی سب علامتیں بدل کر رودادیں مرتب کی گئی تھیں۔ یہ ہے اس معاشرے کی احتیاط جہاں پر دو منٹ بعد ایک عورت جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہے اور جس معاشرے میں اب عفت و عصمت اور جسمانی وفاداری کے تمام اصول ہی بدل گئے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود اس بچی کے لیے، اس کے ساتھ وابستہ معاشرتی رویے اور اس کی نفسیاتی صحت کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ اسے میڈیا کے خونخوار کیمروں اور قلم کی بھیانک تلوار سے بچایا جائے۔

دنیا کے ہر معاشرے میں اس طرح کے لیے رونما ہوتے ہیں اور پوری دنیا کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ایسا کرنے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ایک مخصوص بیماری، جسے نفسیات دان پیڈوفیلیا (Paedophilia) کہتے ہیں، کا شکار ہوتے ہیں اور دوسرے وہ منتقم مزاج افراد جو کسی سے دشمنی کا بدلہ لینے کے لیے اس کی اولاد کے ساتھ ایسا رویہ رکھتے ہیں اور پھر اس تاک میں رہتے ہیں کہ موقع ملے اور وہ اپنا انتقام لے لیں۔ یہ دونوں طرح کے افراد اپنے مخصوص خاندانی حالات، مضطرب اور محروم بچپن اور سب سے زیادہ اخلاقی تعلیم و تربیت کے فقدان سے جنم لیتے ہیں۔ پوری دنیا ایسے افراد کے اس کریہہ اور ظالمانہ رویے پر مستقل تحقیق کر رہی ہے اور اس کے علاج کے طرح طرح کے طریقے دریافت ہو رہے ہیں۔ کتنا بھی آزاد معاشرہ ہو، بچوں کے ساتھ ہونے والے اس ظلم پر ایک لمحے کو ہل کر رہ جاتا ہے، سنائے میں آ جاتا ہے اور غور کرنے لگتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ جہاں وہ اس شخص کے خاندانی، معاشی اور معاشرتی حالات کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے رہے، وہیں ۱۹۹۶ء میں عالمی سطح پر یہ

وہ امریکی ریاست ٹیکساس کا دارالحکومت آسٹن تھا۔ انتہائی خوب صورت اور پُر سکون۔ پورا شہر یونیورسٹی کے گرد آباد۔ میں ۱۹۹۶ء کی جولائی میں اس شہر میں تھا۔ یہ زمانہ وہ تھا جب عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں پھانسی کی سزا کے خلاف بڑی سرگرمی سے تحریک چلا رہی تھیں اور ٹیکساس کی ریاست اور عوام دونوں اس کے شدید مخالف تھے۔ وہاں کی مقامی انسانی حقوق کی تنظیموں کے اجلاسوں میں جہاں مجھے بدترین قاتلوں کے پھانسی کی سزا پانے کے بعد انٹرویو سننے کو ملے اور ان کے ارکان انسانیت کے نام پر واویلا کرتے نظر آئے کہ پھانسی کی سزا کس قدر ظالمانہ اور سفاکانہ سزا ہے، وہیں میں نے ایک ایسے رفاہی ادارے میں بھی چند گھنٹے گزارے جہاں دس سال سے کم عمر کی ایسی بچیاں رکھی گئی تھیں جنہیں جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا تھا۔ یوں تو ان میں اکثریت ان بچیوں کی تھی جنہیں ان کے سگے اور محرم رشتے داروں نے زیادتی کا نشانہ بنایا تھا، لیکن چند ایک اوباشوں اور غنڈوں کی ہوس کا بھی شکار ہوئی تھیں۔ مجھے اس عمارت کے دروازے پر تلاشی کے لیے روک لیا گیا۔ اس وقت تک امریکا میں گیارہ ستمبر کا سانحہ نہیں ہوا تھا، اس لیے مجھے بہت عجیب لگا۔ تلاشی لینے والے نے پوچھا آپ کے پاس کوئی کیمرہ یا ٹیپ ریکارڈر وغیرہ تو نہیں ہے۔ میرے پاس دونوں چیزیں موجود تھیں جو رکھوالی گئیں۔ ان بچیوں سے ملاقات بہت اذیت ناک تجربہ تھا۔ مجھے خاص طور پر ہدایات دی گئیں کہ میں ان سے کوئی ایسا سوال نہ کروں جو اس واقعے کی جانب اشارہ بھی کرتا ہو بلکہ میں ان کے ساتھ زیادہ رحم اور پیار کا اظہار بھی نہ کروں کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اُس واقعے کی وجہ سے ان پر ترس کھایا جا رہا ہے۔ میں نے انتظامیہ سے ان بچیوں کی رودادیں (Case



اچھا نہیں لگتا تھا، اس نے جی بھر کے اس ملک کے عوام کو بُرا بھلا کہا۔ کوئی بولا: ہمارے نمبر میں ہی نقص ہے۔ ان کو اندازہ تک نہیں کہ ایسے واقعات پر جو لاکھوں لوگ سوشل میڈیا پر منظم ہو جاتے ہیں آخر وہ بھی تو اسی ملک اور اسی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ شاہ زیب کے بہیمانہ قتل پر کون سے لوگ تھے جنہوں نے طاقت و رُوح کا غرور خاک میں ملایا تھا، یہ اسی معاشرے کے ہی لوگ تھے۔ کچھ تجزیہ نگاروں اور دانش وروں کو اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی ہوتی ہے۔ ایسا واقعہ ہوتا ہے تو ان کی بن آتی ہے۔ غصے میں کھولتے، منہ سے جھاگ نکالتے وہ ایک ہی گردان کرتے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں، یہ ان کا اسلام ہے؟ یہ پوری قوم ہی منافق ہے لیکن انہیں اس بات کا بھی ادراک نہیں ہوتا کہ وہ جس مہذب سیکولر معاشروں کے مدح سرا ہیں وہاں ایسے واقعات معمول بن چکے ہیں لیکن اگر کوئی دانش وروہاں ان واقعات کو بہانہ بنا کر اس پورے معاشرے کو گالی دینے لگے تو اگلے دن اسے لوگ عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر دیں اور اسے دانش ورو کے بجائے ایک مخبوط الحواس شخص کہنے لگیں۔

لیکن ہمارے ہاں یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے۔ ہم اس ساری چسکے دار دوڑ میں کیوں بھول جاتے ہیں کہ ایک بچی ہے جس پر ظلم ہوا ہے۔ ایک خاندان ہے جو اس ظلم پر منہ چھپاتا پھر رہا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی تماشائیں نہیں بننا چاہتا۔ ایک مجرم ہے یا ایک بیمار ہے، اس کی بنیاد پر پورے معاشرے کو بیمار یا مجرم بنا دیا جائے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا کبھی کسی نے سوچا، غور کیا کہ ہماری اخلاقیات کی بنیادیں کس نے ہلائیں؟ کون ہے جس نے آزادی اظہار کے نام پر فاشی کو عام کیا؟ اور کس فخر سے سینہ پھٹا کر کہا: ہم تو معاشرے کا گند دکھاتے ہیں۔ جن معاشروں کی مثالیں دیتے ہوئے ہمارے دانش ورو، ادیب اور صحافی تھکتے نہیں، وہاں احتیاط کا یہ عالم ہے کہ کوئی ایک جرم پر معاشرے یا قوم کو گالی نہیں دیتا، کوئی اسے جینڈرائیو نہیں بناتا، کوئی اس پر سیاست نہیں کھیلتا اور کوئی بریکنگ نیوز کی دوڑ میں مظلوم کی چیخیں اور گھر والوں کی زلتوں کو تماشائیں نہیں بناتا۔ (پشکریہ روزنامہ ”دنیا“، لاہور)

لوگ ایک قانون منظور کرنے پر مجبور ہوئے کہ بچوں کی فحش فلمیں اس جرم کی معاشرتی سطح پر اضافے کا باعث بنتی ہیں اور پھر ان پر پابندی لگا دی گئی اور اس طرح قانونی اور غیر قانونی فحش فلموں کا تصور سامنے آیا۔ اگرچہ روس، مشرقی یورپ، افریقہ اور جنوبی امریکا کے بہت سے ممالک میں بچوں کی فحش فلموں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے، اس کے باوجود اور آزاد میڈیا ہونے کے باوصف وہ اقوام ایسے معاملات کو انتہائی احتیاط کے ساتھ لیتی ہیں۔ کسی ٹیلی ویژن پروگرام پر کوئی ایریا غیر ان معاملات پر تبصرہ کرنے نہیں بیٹھتا، بلکہ انتہائی سنجیدہ اور اعلیٰ سطح کے ماہرین بلائے جاتے ہیں۔ کسی مظلوم لڑکی یا لڑکے کو یا پھر اس کے گھر والوں کو تماشائیں بنایا جاتا اور نہ ہی کوئی صبح سے شام تک معاشرے کے لیے ”لٹ جائے“، ”تباہ ہو جائے“ اور قوم کے غرق ہونے اور برباد ہوجانے کا نوچ پڑھتا ہے۔

دوسری جانب ہم ہیں جو تازہ تازہ میڈیا کی آزادی کے خمار میں ہیں۔ ہر وہ شخص جو کمرے کے سامنے بیٹھا ہے وہ مصلح بھی ہے، سیاسی دانش ورو بھی، نفسیات دان بھی اور سب سے بڑھ کر قوم کے درد میں ڈوبا غم خوار بھی۔ گاڑیوں پر نصب بڑی بڑی انٹینا ڈشیں، کندھوں پر کیمرے رکھے کیمرو مین اور مائیک ہاتھ میں پکڑے رپورٹر، بھاگتے پھر رہے ہوتے ہیں۔ پھر جو کوئی بھی ان کے ہتھے چڑھ جائے وہ تبصرہ نگار بن جاتا ہے۔ پروڈیوسر فون ملارہے ہوتے ہیں کہ کوئی تو ملے تاکہ خبر میں جان آئے۔

ایسے میں گزشتہ دنوں ہر کسی نے اس مسئلے کی نشاندہی اور اس مرض کی تشخیص کی بجائے اپنے دل میں چھپا غصہ اور اپنے مخصوص ایجنڈے میں بھرے زہریلے تیر برسائے۔ خواتین کے حقوق کے ترجمانوں نے شور مچاتے ہوئے کہا: اس معاشرے میں عورت کے ساتھ ہمیشہ ظالمانہ سلوک ہوتا ہے۔ یہ مردوں کا معاشرہ ہے حالانکہ انہیں علم ہی نہیں کہ مرد بچے اس معاشرے میں جس قدر جنسی زیادتی کا شکار ہوتے ہیں بچوں کی تعداد ان کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ محلے، سکول، کھیل کے میدان، وغیرہ ہر جگہ ذرا سا قبول صورت بچہ اس معاشرے میں خوف سے سہارا ہوتا ہے۔ جس کسی کو یہ ملک اور معاشرہ

## تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

۲۹

اعداد کی کرئیں

تالیف: مولانا محمد اسلم گھلوی

ضخامت: ۲۹۰ صفحات، کمپیوٹر کمپوزنگ

قیمت: ۲۵۰ روپے، مجلد

ملنے کا پتا: کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو

بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

مولانا محمد اسلم گھلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سادہ منش عالم دین ہیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات پر ان کی گہری نظر ہے۔ خطابت ومدتدیس کے شعبے سے بھی منسلک ہیں۔ فیروز دواں کے قریب ”موضع گھلہ“ سے ان کا تعلق ہے، اسی لیے گھلوی کہلاتے ہیں۔

موصوف سفر وحضر میں، چلتے پھرتے، مختلف مساجد ومدارس میں تبلیغ دین کو اپنائے ہوئے ہیں۔ تالیف وتصنیف سے بھی وابستہ ہیں۔ انھوں نے اب تک ورد الخطباء، فضیلت برکت اور خودنوشت بھی لکھی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب بھی ان کے علم و تحقیق کی زندہ مثال ہے اور ان کی تصانیف میں زیر تبصرہ کتاب تحقیقی، تاریخی مواد اور معلومات کے اعتبار سے ممتاز ہے۔

زیر تبصرہ کتاب عربی کے دو الفاظ ”سبع یا سبعة اور سبعون“ جن کے معنی سات اور ستر کے ہیں، کے گرد گھومتی ہے، یعنی سات کا ہندسہ گلدستہ رنگ بن کروا قعات میں سات یا ستر بار وقوع پذیر ہونے کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ سات بار یا ستر بار کے اعداد جس جس واقعے یا قصے میں کتابوں میں بکھرے پڑے تھے انھیں مولانا موصوف ایک جگہ جمع فرما کر الگ کتابی شکل میں لے آئے ہیں۔

حرف چند مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ مولانا بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

”تحقیق اور کاوش فکر کی جس دولت سے موصوف متمتع ہیں،

اس کا ثبوت ان کی زیر نظر تصنیف میں وضاحت سے ملتا

ہے۔ اپنے موضوع کی یہ ایک اہم کتاب ہے۔ اس کا اصل

اندازہ تو اس کے مطالعے سے ہی ہوگا۔“ (ص: ۱۳)

مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریظ میں

کتاب اور صاحب کتاب پر اپنی رائے اس طرح ظاہر فرمائی ہے:

”بہر حال فاضل مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی محنت قابل داد ہے کہ

تدریس و خطابت کی گراں بار خدمات کے ساتھ ساتھ انھوں

نے ایک ایسا ہفت رنگ گل دستہ تیار کیا ہے جس کی جاں فزا

خوش بو سے عوام و خواص سب ہی فیض یاب اور علم و تاریخ

کے اس چشمہ شیریں سے ستر ہزار ہی نہیں لاکھوں تشنگان

سیراب ہوں گے، ان شاء اللہ۔“ (ص: ۱۵)

زیر تبصرہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد تالیف ہے۔ قارئین پڑھتے

وقت اس میں دلچسپ واقعات کو آسان پیرائے میں دیکھیں گے۔ دعا

ہے اللہ کریم مؤلف کی محنت و جستجو قبول فرمائے، آمین۔

خودنوشت سرگزشت (پہلا حصہ)

مصنف: چودھری غلام حسین تہاڑیہ

ضخامت: ۱۶۰ صفحات

قیمت: ۲۲۵ روپے

ناشر: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو

بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

چودھری غلام حسین تہاڑیہ، تلونڈی ضلع قصور کی بزرگ شخصیت

اسحاق بھٹی، مولانا محمد علی قصوری، مولانا محی الدین لکھوی، مولانا معین الدین لکھوی، علامہ عنایت اللہ المشرقی، حفیظ جالندھری، مولانا خالد گھر جاکھی اور دیگر بہت سے حضرات۔

کتاب اپنے پیرایہ اظہار کے لحاظ سے معلوماتی بھی ہے اور ادب کی چاشنی لیے ہوئے لطائف علمیہ سے بھی بھرپور ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے دور گزشتہ کی بہت سی باتیں قاری کے سامنے آ جاتی ہیں۔

اللہ کریم چودھری صاحب کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے، آمین۔

### ضرورت رشتہ

عمر ۴۶ برس، تعلیم میٹرک، ذاتی کاروبار، ذاتی رہائش لاہور، پہلی بیوی فوت، ۴ بچے موجود، کے لیے اچھے اور شریف خاندان سے لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

### رابطہ

سیف اللہ غازی

فون نمبر: 0300-4061185

### الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

ہیں۔ ۱۶ جولائی ۱۹۲۳ء کو ضلع فیروز پور (انڈیا) کی تحصیل زیرہ کے ایک قصبے ”تھار“ میں پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے وہ تھاریہ کہلائے۔

انھوں نے اپنی نوے برس کی زندگی کے حالات و واقعات کو زینت قرطاس کرنے کی کوشش شروع فرمائی تو واقعات کے تسلسل کی بجائے چیدہ چیدہ واقعات جیسے جیسے ان کے ذہن میں اترتے رہے اسی طرح انھیں اپنے قلم سے مرتب فرماتے چلے گئے۔

محترم گرامی مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ سے ان کی گہری دوستی ہے۔

حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ سے بھی ان کے مراسم دوستانہ رہے۔ چودھری غلام حسین تھاریہ سرد و گرم چشیدہ شخصیت ہیں اور تاریخ سے بے حد دلچسپی رکھتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب پڑھ کر اندازہ ہوا کہ برصغیر کی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی سرگرمیاں کیسی تھیں اور ان سرگرمیوں کے پیچھے کیا کچھ پنہاں تھا۔ کتاب دلچسپ اور تاریخی مواد سے لیس ہوئے کے ساتھ ساتھ ملکہ پھلکے طنز و مزاح اور لطیف پیرایہ بیان سے پُر ہے۔ چودھری صاحب موصوف کی خود نوشت کا یہ پہلا حصہ ہے۔ آگے یادوں کی یہ بارات چل رہی ہے۔ جیسے جیسے مرتب ہوتی رہی اسی طرح قط وار کتاب شائع ہوتی جائے گی۔

اول جلد میں جناب چودھری غلام حسین تھاریہ صاحب نے جہاں جہاں اپنی زندگی کے سانس لیے وہاں وہاں کی تاریخ سے قارئین کو آگاہ فرمایا۔ معلومات سے بھرپور ان واقعات میں مذہبی و سیاسی رنگ زیادہ ہے۔ خاندانی حالات سے لے کر لاہور کے تاریخی مقامات اور ان کی وجہ تسمیہ، اپنے اساتذہ اور اپنے ہم جماعت دوستوں کے احوال، برصغیر کے سیاسی و مذہبی علمائے کرام سے وابستہ قیمتی لحاظ کا تذکرہ بھی اس کتاب کی زینت ہے۔ جن شخصیات کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا سید محمد داود غزنوی، سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، مولانا محمد اسماعیل سلفی، آغا شورش کاشمیری، علامہ اقبال، شیخ حسام الدین، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا عبید اللہ احرار، مولانا محمد

## فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری

دار الدعوة السلفیہ، لاہور

۳۱

۲۹۷۹۲۸ مولانا محمد اسحاق بھٹی	۲۹۷۸۱۱ حضرت مولانا محمد عبدالغنی خان
۲۹۷۲۴ ب برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات، ص: ۱۸۲۔ دارابی	ع ۲۶۷ اہل سنت اور اہل بدعت ایک حقیقت ایک جائزہ یعنی
الطیب۔	الحجۃ لاہل السنۃ، ص: ۲۰۴۔ مکتبۃ المنورہ۔
۲۹۷۸۱۶ عبدالرحمن کیلانی	۲۹۷۸۲ اسلم جیراچپوری
ک ۹۴ آ آئینہ پرویزیت، ص: ۹۸۴۔ مکتبۃ السلام، سن پورہ،	ع ۸۵۰ علم حدیث، ص: ۴۴۔ ادارہ طلوع اسلام دہلی۔
لاہور۔	۲۹۷۸۱ نورگھر جاکھی (مجموعہ ۳ کتب)
۲۹۷۸۱ ڈاکٹر محمد بہاء الدین	ن ۸۷۴ قدامت مذہب اہل حدیث اور تقلید، ص: ۴۰۔ ثنائی
ب ۸۵ تاریخ اہل حدیث، جلد اول، ص: ۶۷۵، دوم، ص:	برقی پریس امرتسر۔
۶۵۶، سوم، ص: ۸۰۱۔ مکتبۃ ترجمان، اردو بازار، دہلی۔	۲۔ عبد اللہ امرتسری روپڑی، تفسیرات عید، ص: ۴۰۔
۲۹۷۸۱ ڈاکٹر محمد بہاء الدین	مکتبۃ تنظیم اہل حدیث۔
ب ۸۵ تاریخ اہل حدیث (جلد دوم)، ص: ۷۶۶۔ مکتبۃ	۳۔ حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی،
اسلامیہ، لاہور۔	المصانح فی صلاۃ التراويح مع ترجمہ، مسنون تراویح،
۲۹۷۸۱ مولانا نذیر احمد رحمانی	ص: ۱۶۔ المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔
۵۱۴ اہل حدیث اور سیاست، ص: ۴۳۵۔ جامعہ سلفیہ	۲۹۷۸۱۱ پروفیسر فیروز الدین روحی
(مرکزی دارالعلوم) بنارس۔	ر ۸۴۴ آئینہ صداقت، ص: ۱۵۲۔ مکتبۃ معاویہ، لیاقت آباد،
۲۹۷۸۱ حافظ صلاح الدین یوسف	کراچی۔
ی ۷۷ اہل حدیث اور اہل تقلید، ص: ۸۰۔ دارالدعوة السلفیہ۔	۲۹۷۸۱۱ پروفیسر فیروز الدین روحی
۲۹۷۸۱۶ بشیر خان	ر ۸۴۴ آئینہ صداقت، ص: ۱۵۲۔ اسلامی اکادمی، اردو بازار،
ب ۵۷۷ ص صحیح بخاری قرآن کی نظر میں، ص: ۷۱۔	لاہور۔
۲۹۷۸۱۶ نامعلوم	۲۹۷۸۱۰ خالد گھر جاکھی (مجموعہ ۴ کتب)
ف فاحکم بنبہم بما انزل اللہ، ص: ۳۳۔	خ ۱۹ تیرہویں صدی کا مذہب کے نام پر سیاسی فرقہ، ص:
۲۹۷۸۱۶ سید محمد امین	۴۷۔ ناشر جمعیت اہل حدیث۔
۲۶۷ م مواخذہ قرآن اور پرویز، ص: ۳۲۰۔ سپر آرٹ کراچی	۲۔ مفتی عبید اللہ خاں عقیف، جشن عید میلاد النبی کتاب

- ۲۹۷۸۲ کشف الالباس عما وسوس بہ الجناس، ص: ۳۳۸۔  
عبدالجبار برڈو ۲۹۷۸۱  
ع ۶۷ ص صفات المسلمین فی تفسیر ستمکم المسلمین، ص: ۲۳۔ ادارہ  
دارالنشر کتب الاسلامیہ۔  
۲۹۷۸۸ ڈاکٹر ارشد اللہ  
۳۵۱ دین کے آئینے میں، ص: ۲۳۰۔  
۲۹۷۸۱ مولانا عبدالغفور اثری  
ع ۴۵ اصل اہل سنت، ص: ۱۴۴۔ اہل حدیث پوتھ فورس۔  
۲۹۷۸۱۵ سعید احمد چنیوٹی  
س ۷۱ فکر اہل حدیث ہی کیوں، ص: ۴۸۔ مرکزی جمعیت اہل  
حدیث۔  
۲۹۷۸۱۵ میاں شیر محمد صاحب گوندل  
ش ۸۵ اہل حدیث ناجیہ، ص: ۴۰۔ محمدی اکیڈمی، منڈی بہاء  
الدین۔  
۲۹۷۸۱ پروفیسر عبدالغفور راشد  
ر ۲۷ اہل حدیث منزل بہ منزل، ص: ۳۱۹۔ مرکزی جمعیت  
اہل حدیث، پاکستان۔  
۲۹۷۸۱ محمد داود راز صاحب  
ر ۱۸ تحریک جماعت اسلامی اور اہل حدیث، ص: ۱۲۸۔  
مکتبہ اشاعت دینیات، مومن پورہ۔  
۲۹۷۸۲ مولانا قاسم نانوتوی  
ق ۳۰ شہادت امام حسین اور کردار یزید، ص: ۹۶۔ تحریک  
خدام اہل سنت والجماعت۔  
۲۹۷۸۲ ڈاکٹر اسرار احمد  
ڈ ۳۰ شہید مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین، ص: ۵۶۔ اہل  
بیت مطہرات اکیڈمی۔
- ۵۶۔ چوک داگراں لاہور۔  
۳۔ مستری محمد ابراہیم۔ روئیداد مناظرہ گیارھویں مع  
تشریح حقیقت گیارھویں، ص: ۴۸۔ جمعیت اہل  
حدیث بھومہ باٹھ۔  
۴۔ رانا محمد اکبر، تزکین ایمان در بیان ختم شریف کی  
داستان، ص: ۴۸۔ اکبر پبلشرز اردو بازار، لاہور۔  
۲۹۷۸۱۰ ڈاکٹر خالد محمود  
ح ۱۹ مطالعہ بریلویت، جلد اول، ص: ۴۴۰۔ دارالمعارف،  
لاہور۔  
۲۹۷۸۱۰ ڈاکٹر خالد محمود  
خ ۱۹ مطالعہ بریلویت، جلد دوم، ص: ۴۵۶۔ دارالمعارف،  
لاہور۔  
۲۹۷۸۱۶ پرویز  
پ ۴۵ مقام حدیث، ص: ۲۲۳۔ ادارہ طلوع اسلام گلبرگ  
لاہور۔  
۲۹۷۸۱۶ پرویز  
پ ۴۵ مقام حدیث، جلد دوم، ص: ۴۱۶، ادارہ طلوع اسلام،  
کراچی۔  
۲۹۷۸۱۶ مولانا منظور نعمانی  
ن ۶۷ پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات  
جدید، ص: ۲۵۶۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، نیو ٹاؤن،  
کراچی نمبر ۵۔  
۲۹۷۸۱۵ ابوالبرکات محمد مصطفیٰ رضا خاں  
ر ۶۷ طرق الہدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجمہاد، ص:  
۸۰۔ مطبع فیض منیع حسنی بریلی۔  
۲۹۷۸۱۵ سید ظہیر الدین خاں قادری  
ظ ۸۱ علمائے اہل سنت سے روح اعلیٰ حضرت کی فریاد، ص:  
۲۰۔ مطبع قادریہ پٹاکا پور کانپور۔ (۴ عدد)



20 ذی قعدہ 1434ھ (1364) 27 ستمبر تا 3 اکتوبر 2013ء

## حمدِ باری تعالیٰ

ترے جلووں کی اصلا کیف سامانی نہیں جاتی      دل پر شوق کی بیتاب حیرانی نہیں جاتی!  
نگاہوں میں سماتے بھی نہیں لیکن یہ عالم ہے      نگاہ ناز کی دل پر نگہبانی نہیں جاتی!  
تجلی حسن کی نیر گمیاں کیا کیا دکھاتی ہیں      ہجومِ شوق کی دل پر ستم رانی نہیں جاتی!  
نگاہیں فرشِ رہ رکھتا ہے ہر دم شوق بیجا کے      دلِ ناداں کی ہرگز کفر سامانی نہیں جاتی  
مچلتا ہے الجھنے کے لیے پیچاکِ الفت میں      تیرے صدقے میں اس کی پاک دامانی نہیں جاتی  
گریباں چاک کر لیتا ہوں شوقِ دید میں لیکن      ”وہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی“  
جلا کر خاک کر ڈالے حجابِ نظر اُس نے      دلِ آتش بجاں کی شعلہ سامانی نہیں جاتی  
نمودِ حسن ہی بے تاب رہتی ہے مچلنے کو      کمالِ پردہ داری میں بھی عریانی نہیں جاتی  
الجھ کر رہ گئیں اسرارِ نظریں ان کے جلووں میں      کسی ناصح کی ہم سے بات اب مانی نہیں جاتی!

(اسرار احمد سہاوری)